Spot CMYK#Waheed

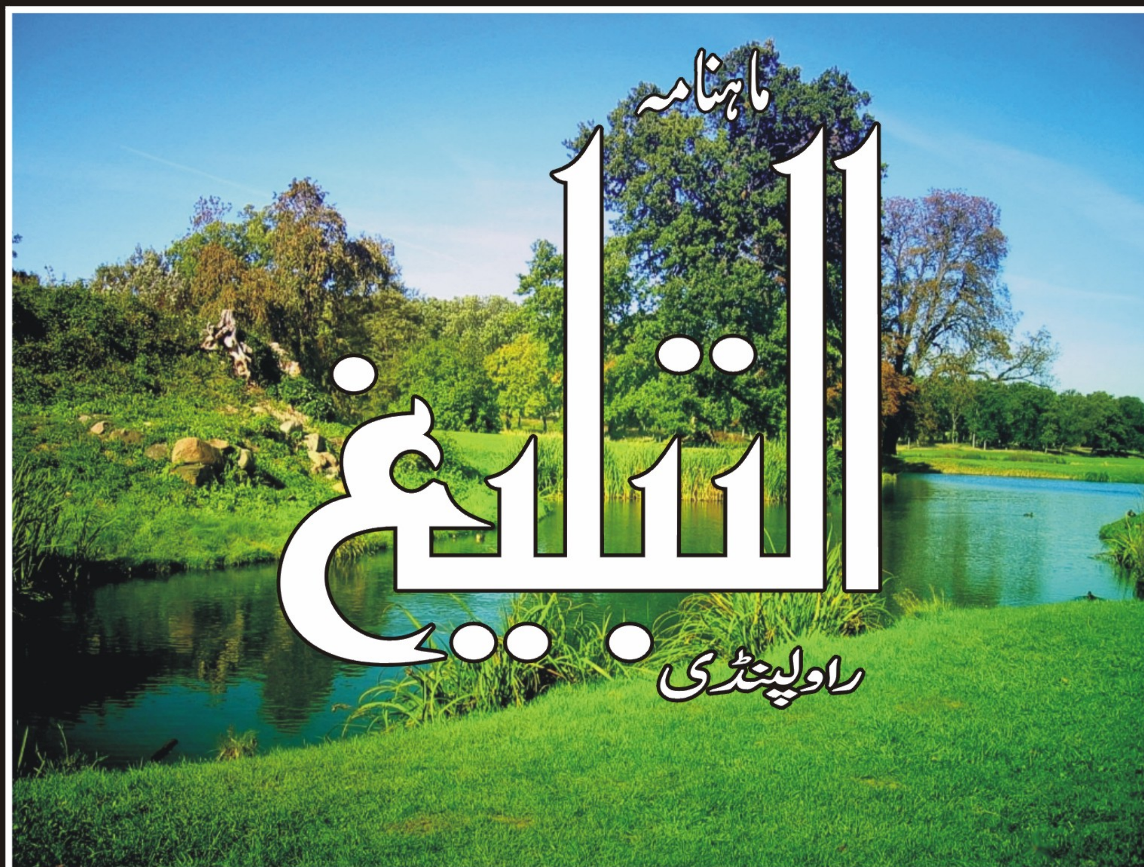

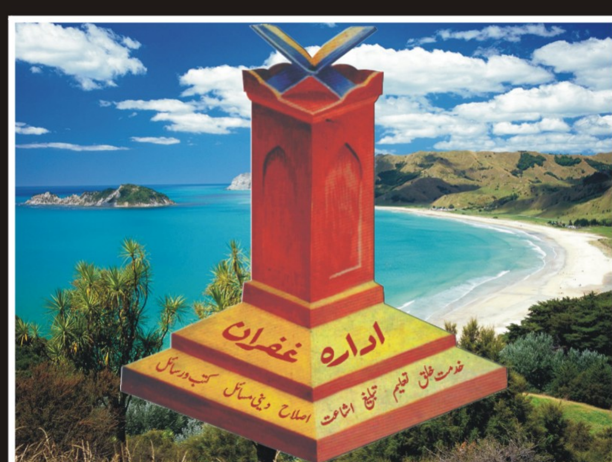

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ..............300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب و تحریر

صفحہ

اداریہ ......گستاخانہ فلم کے خلاف ہڑتال اور احتجاجی مظاہرے..............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط۹۶)...ہدایت کے بدلہ ضلالت اور مغفرت کے بدلہ عذاب خریدنا....// // ۷

درسِ حدیث ......والدین کے بہن بھائیوں اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی....// // ۹

مقالات و مضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ و اصلاحِ معاملہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی.......................................ادارہ ۱۵

جنت کی کہانی قرآن کی زبانی (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۴)....................مفتی محمد امجد حسین ۱۷

مدفنِ اعظم...محمد امجد حسین مانسہروی ۲۰

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی.......................................ابوعشرت حسین ۲۱

سلام کرنے میں پہل کرنے کی اہمیت اور سلام نہ کرنے کی بُرائی................مولانا محمد ناصر ۲۳

شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (قسط۶)..........................مفتی محمد رضوان ۲۸

تجارت انبیاء و صلحاء کا پیشہ (قسط۱۱)..مفتی منظور احمد ۳۳

ماہِ رمضان: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات و واقعات.....................مولانا طارق محمود ۳۶

علم کے مینار...عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی و ریاضی دان (قسط۷)....مفتی محمد امجد حسین ۳۹

تذکرۂ اولیاء:......... خودی کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی.................// // ۴۲

پیارے بچو! .... اچھی اور بُری نیت کا فرق.........................ابوھادی ۴۵

بزمِ خواتین .... عدت کے احکام (قسط۸)......................مفتی محمد یونس ۴۷

آپ کے دینی مسائل کا حل... سنت و نفل نماز بیٹھ کر اور سواری پر پڑھنے کے احکام.....ادارہ ۵۰

کیا آپ جانتے ہیں؟............ اچھے اور بُرے خواب (قسط۱۵)......مفتی محمد رضوان ۶۷

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۷)..........ابوجویریہ ۷۹

طب و صحت... کلونجی (Black Cumin) کے فوائد و خواص (قسط۶)...مفتی محمد رضوان ۸۲

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب و روز..........مولانا محمد امجد حسین ۸۵

اخبارِ عالم .... قومی و بین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........حافظ غلام بلال ۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

؟ گستاخانہ فلم کے خلاف ہڑتال اور احتجاجی مظاہرے

امریکہ میں تیار کردہ گستاخانہ فلم کے خلاف حکومتِ پاکستان کی اپیل پر 3 ذیقعدہ 1433 ھجری 21 ستمبر 2012 بروز جمعہ ملک بھر میں یومِ عشقِ رسول منایا گیا، ملک بھر میں شٹر ڈاؤن اور پہیہ جام ہڑتال کی گئی، احتجاجی مظاہرے کیے گئے اور ریلیاں نکالی گئیں، امریکی پرچم اور ملعون پادری کے پتلے نذرِ آتش کیے گئے۔

ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے پرتشدد ہوگئے، اور پشاور سے شروع ہونے والے پرتشدد احتجاج کا سلسلہ کراچی تک پھیل گیا، مختلف مقامات پر مظاہروں کے دوران اسلحہ کا آزادانہ استعمال کیا گیا، مظاہروں کے دوران تشدد اور آتش زدگی کے واقعات میں 31 افراد جاں بحق، اور سینکڑوں زخمی ہوگئے، جن میں سے بعض کی حالت نازک ہے، مشتعل مظاہرین نے متعدد سینما گھر، بینک، نجی و سرکاری عمارتیں، پولیس موبائلز سمیت متعدد گاڑیوں اور دیگر املاک کو نذرِ آتش کر دیا، جبکہ بعض مقامات پر لوٹ مار بھی کی گئی۔

(بحوالہ ''روزنامہ ایکسپریس اسلام آباد'' 4 ذیقعدہ 22 ستمبر بروز ہفتہ)

گستاخانہ فلم کے خلاف مؤثر تدبیر کرنا بلاشبہ مسلمانوں کا حق اور ایمانی تقاضا ہے، لیکن اس میں یہ شرط مسلمہ طور پر ضروری ہے کہ شرعی احکام کی پابندی کی جائے، اور ہر قسم کے گناہ سے اجتناب کیا جائے۔

اور یہ بات یاد رکھی جائے کہ مسلمان خواہ خوشی و مسرت کی حالت میں ہوں، یا غم و غصہ اور صدمہ کی حالت میں، شرعی احکام کی پابندی ہر حال میں لازم ہے، غم و غصہ یا صدمہ میں مبتلا ہو کر شرعی احکام کو توڑنا ہرگز بھی جائز نہیں ہو جاتا۔

مگر ایک عرصہ سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں احتجاج اور ہڑتال کے دوران پُر امن رہنے کی شرط پر عام طور سے عمل نہیں ہوتا، اور قتل، آتشزدگی، توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ اور لوٹ مار وغیرہ کے واقعات ضرور رونما ہوتے ہیں۔

اور انہی جیسی وجوہات کی بناء پر بعض اہلِ علم حضرات نے مروجہ ہڑتالوں اور مظاہروں کو غیر شرعی قرار دیا

ہے،خواہ وہ کسی عظیم مقصد کے لئے ہوں۔ ۱

لیکن اگر کسی کو اس سے اتفاق نہ ہو، اور وہ اس طرح کے گستاخانہ واقعات کے سدِ باب کے لئے ہڑتال یا مظاہرے کو ضروری قرار دے، تب بھی بہرحال شرعی اعتبار سے اس بات میں دورائے ہونے کا امکان نہیں ہے کہ ہڑتال یا مظاہرے کے دوران کسی مسلمان کو قتل یا زخمی کرنا، یا کسی کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا، یا کسی مسلمان کا مال لوٹنا، یا نجی وسرکاری املاک کو نذرِ آتش کرنا سخت گناہ کا کام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جن کی نسبت سے مروجہ ہڑتالوں اور مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے) حجۃ الوداع کے موقع پر مسلمانوں کو اس قسم کے گناہوں سے بچنے کی خاص تلقین فرمائی تھی، اور اس کے علاوہ بھی دوسرے مواقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایات ارشاد فرمائی ہیں، جن میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں، تاکہ غور کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کافروں کی طرف سے سرزد ہونے والی گستاخی کے خلاف جدوجہد کرنے کے نتیجہ میں وہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام اور رسالت کا کلمہ پڑھنے کے باوجود کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی خلاف ورزی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء وتکلیف پہنچانے کا تو باعث نہیں بن رہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عید الاضحیٰ کے دن خطبہ دیا، اور فرمایا کہ اے لوگو: یہ

---

۱ چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”جن چیزوں کی حاجت (ضرورت) خیر القرون میں نہ ہوئی ہو اور خیر القرون کے بعد حاجت پیش آئی ہو اور نصوص (قرآن وحدیث) ان کے خلاف نہ ہوں وہ تو مسکوت عنہا (یعنی ایسی چیز جس پر شریعت نے کوئی حکم نہ لگایا ہو بلکہ سکوت رکھا ہو) ہوسکتی ہیں لیکن ان چیزوں کی تو حاجت ہمیشہ ہی پیش آتی رہی پھر بھی نصوص (قرآن وحدیث) میں صرف جہاد یا صبر ہی کا حکم ہے تو اس اعتبار سے یہ مسکوت عنہ (جس پر شریعت نے کوئی حکم نہیں لگایا) نہ ہوگا (بلکہ) منہی عنہ (ممنوع) ہوگا کہ باوجود ضرورت کے متقدمین نے اس کو ترک کیا اختیار نہیں کیا تو اجماع ہوا اس کے ترک پر اس لئے ممنوع ہوگا۔ علاوہ ان سب باتوں کے ایک یہ بات باریک ہے جس کو سمجھ لینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہر کام کرنے کے لئے حدود کی ضرورت ہے ان تحریکات میں بھی ضرورت ہے سو اس (حدود کی رعایت) کا تحفظ کون کرے گا یا کون کرائے گا؟............ اگر تدابیرِ جدیدہ (موجودہ نئے طریقے اور تدبیریں) جائز بھی ہوں تب بھی اس کی ضرورت ہے کہ کوئی امیر ہو، تاکہ حدود کی رعایت خود بھی کرے اور دوسروں سے بھی کرائے بلا امیر کے کچھ نہیں ہوسکتا“

(الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ ج۱ص۱۱۰،۱۱۱،ملفوظ نمبر۱۱۶)

کون سا دن ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یومِ حرام (یعنی انتہائی عظمت واحترام والا دن) پھر فرمایا کہ کون سا شہر ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ بلدِ حرام (یعنی انتہائی عظمت واحترام والا شہر) پھر فرمایا کہ کون سا مہینہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ شہرِ حرام (یعنی انتہائی عظمت واحترام والا مہینہ) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے مال، اور تمہاری عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں جس طرح سے کہ تم پر یہ دن حرام ہے، اس شہر میں اور اس مہینے میں، آپ نے یہ جملہ کئی مرتبہ دہرایا، پھر اپنا سر مبارک اٹھایا، اور فرمایا کہ اے اللہ! میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا ہے، اے اللہ! میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ آپ ﷺ کی اپنی امت کو وصیت ہے، پس چاہیے کہ حاضر شخص غائب شخص کو پہنچادے (نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ) تم میرے بعد کافروں کی طرح مت ہوجانا کہ تم میں سے بعض بعض کو قتل کرو (بخاری) [1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر کتنا عمل ہے؟ اس کو سوچ لینا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

نہیں چوری کرتا کوئی چوری کرنے والا جب کہ وہ مومن ہو، اور کوئی لوٹ مار نہیں کرتا جس کی طرف لوگ لوٹ مار کرتے وقت اپنی نظروں کو اٹھا کر دیکھ رہے ہوں جبکہ وہ مومن ہو (بخاری) [2]

لوٹ مار کرنے والے اپنے ایمان کا جائزہ لیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ :يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟، قَالُوا :يَوْمٌ حَرَامٌ، قَالَ :فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟، قَالُوا :بَلَدٌ حَرَامٌ، قَالَ :فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟، قَالُوا :شَهْرٌ حَرَامٌ "، قَالَ :فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فَأَعَادَهَا مِرَارًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ " :اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ -قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمَّتِهِ، فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، لاَ تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ (صحيح بخاری، رقم الحديث ۱۷۳۹)

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لاَ يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ الخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَنْتَهِبُ نُهْبَةً، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ (صحيح بخاری، رقم الحديث ۲۴۷۵)

صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ کون سا اسلام افضل ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں (بخاری) ۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے خلاف مظاہرہ کرکے دوسروں کو جانی و مالی تکلیف پہنچانے والے سوچ لیں کہ ان کا اسلام کس درجہ کا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان تو وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں (بخاری) ۲

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے سلامت رہنے والے ہی اصل مسلمان ہیں، جو لوگ دوسرے مسلمانوں کو اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف پہنچا رہے ہوں، خواہ وہ گستاخِ رسول کے خلاف مظاہرہ کر رہے ہوں، اپنا جائزہ لے لیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عمر: آپ طاقت ور آدمی ہیں، آپ حجرِ اسود پر مزاحمت نہ کریں، جس سے ضعیف لوگ تکلیف اٹھائیں، اگر آپ خالی جگہ پائیں تو اس کو بوسہ دے لیں ورنہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھ لیں (مسند احمد) ۳

حجرِ اسود کا بوسہ لینا عظیم عبادت ہے، مگر اس عبادت کی انجام دہی کے وقت بھی دوسرے مسلمان کو ایذاء رسانی کو گوارا نہیں کیا گیا، اور اس عبادت کا متبادل طریقہ تجویز کیا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے خلاف مظاہرے کرنے والے سوچ لیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اشادات اور ہدایات پر کس درجہ پر عمل پیرا ہیں۔ اگر ان پر عمل پیرا نہیں، تو پھر سوچ لیں کہ کل قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے پیش ہوں گے؟

---

۱ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ :قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ؟ قَالَ :مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ، وَيَدِهِ(صحيح بخارى ، رقم الحديث ١١)

۲ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ(صحيح بخارى ، رقم الحديث ١٠)

۳ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ " :يَا عُمَرُ ، إِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ ، لَا تُزَاحِمْ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِيَ الضَّعِيفَ ، إِنْ وَجَدْتَ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ ، وَإِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ فَهَلِّلْ وَكَبِّرْ (مسند احمد، رقم الحديث ١٩٠)

(سورہ بقرہ قسط۹۶، آیت۱۷۵،۱۷۶)　　مفتی محمد رضوان

ہدایت کے بدلہ ضلالت اور مغفرت کے بدلہ عذاب خریدنا

اُولٰئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡھُدٰی وَالۡعَذَابَ بِالۡمَغۡفِرَۃِ فَمَآ اَصۡبَرَھُمۡ عَلَی النَّارِ(۱۷۵) ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِی الۡکِتٰبِ لَفِیۡ شِقَاقٍ بَعِیۡدٍ(۱۷۶)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خریدا گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں، اور عذاب کو مغفرت کے بدلے میں، پس جہنم کی آگ پر ان کا کتنا صبر ہے(۱۷۵) یہ اس لیے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے، اور بیشک جنہوں نے اختلاف کیا کتاب میں، وہ بہت دور کی مخالفت میں ہیں(۱۷۶)

تفسیر وتشریح

گزشتہ آیات میں پہلے ایسی حرام چیزوں کا ذکر تھا کہ جو ظاہر میں نظر آنے اور محسوس ہونے والی ہیں، اور پھر ایسی چیزوں کا ذکر کیا گیا کہ وہ بظاہر محسوس ہونے والی نہیں، البتہ وہ معنوی اور باطنی طور پر حرام ہیں۔

ان کا ذکر فرما کر آگے اس کے نتیجہ کو بیان فرمایا کہ ان لوگوں نے ضلالت وگمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں اور عذاب کو مغفرت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔

جس طرح ہدایت کے درجات ہیں، اس طرح ضلالت اور گمراہی کے بھی درجات ہیں، ہدایت کا ابتدائی اور بنیادی درجہ ایمان ہے، اور پھر درجہ بدرجہ نیک اعمال کے درجات ہیں کہ جتنا بھی کوئی نیک عمل میں آگے بڑھتا ہے، اتنا ہی ہدایت میں ترقی کرتا ہے، اور ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت وگمراہی کا سب سے بڑا درجہ کفر اور شرک ہے، اور پھر درجہ بدرجہ گناہ والے کام ہیں، جن میں پہلے کبیرہ اور پھر صغیرہ گناہ داخل ہیں۔

اور مغفرت کا تعلق ہدایت سے ہے، اور عذاب کا تعلق ضلالت سے ہے، کہ ہدایت کے نتیجہ میں مغفرت حاصل ہوتی ہے، اور ضلالت کے نتیجہ میں عذاب ہوتا ہے۔

اور گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں خریدنے سے مراد ترجیح دینا اور پسند کرنا ہے۔

اور جہنم کی آگ پر صبر کا جو ذکر کیا گیا، یہ بطور تعجب کے ہے کہ جہنم کی آگ کا عذاب ایسا نہیں ہے کہ اس کو

آدمی اختیار کرے، لہٰذا جو شخص ہدایت کے بدلے گمراہی وضلالت کو اور مغفرت کے بدلے عذاب کو خرید رہا ہے، اس کا اس حالت پر قائم رہنا قابلِ تعجب ہے۔

پھر کتاب یعنی قرآن مجید کے حق اور سچ کے مطابق نازل کرنے کا ذکر فرما کر یہ بتلایا کہ ایسی حق اور سچ کتاب سے اختلاف کرنا دور کی مخالفت ہے، جو کہ ضد، ہٹ دھرمی اور تعصب پر ہی مبنی ہے۔ [1]

---

[1] والشقاق :المخالفة، وكونك في شق غير شق صاحبك، أو من :شق العصا بينك وبينه .قال تعالى : (وإن خفتم شقاق بينهما)(فإنما هم في شقاق)، أي :مخالفة، (لا يجرمنكم شقاقي)(وإن الذين اختلفوا في الكتاب لفي شقاق بعيد)(مفردات الفاظ القرآن ، ج ۱ ص ۴۶۷، کتاب الشين)

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن (صفحات:376)

ماہِ ذی قعدہ اور حج کے فضائل واحکام

اسلامی سال کے گیارہویں مہینے ''ذی قعدہ'' کے متعلق فضائل ومسائل اور قابلِ توجہ اُمور
ماہِ ذی قعدہ کے حج کے مہینوں میں سے ہونے کی وجہ سے حج وعمرہ کے فرض وواجب ہونے سے
متعلق بھی بنیادی اور اُصولی احکام اور چند رائج منکرات، اور فرض حج میں تاخیر کے حیلے بہانوں، حجِ
بدل وحجِ نذر کے مسائل، اور عمرہ کا حکم، ماہِ ذی قعدہ میں واقع ہونے والے چند تاریخی واقعات

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

درسِ حدیث — مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

والدین کے بہن بھائیوں اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی

والدین کے بعد ان کے والدین مثلاً دادا، دادی، اور نانا، نانی کے ساتھ صلہ رحمی کا درجہ ہے۔ [۱]

والدین اور اولاد اور بہن بھائیوں کے علاوہ جو رشتہ دار محرم ہوں، مثلاً خالہ، پھوپھی، ماموں، تایا، چچا وغیرہ، اُن کے ساتھ بھی شریعت کی طرف سے صلہ رحمی کی خصوصی تاکید بیان کی گئی ہے۔ [۲]

چند قریبی محرم رشتہ داروں کا قرآن مجید میں بھی مختلف موقعوں پر ذکر آیا ہے۔

اور احادیث میں بھی ذکر آیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں چند قریبی رشتہ داروں کے گھروں کے ساتھ خصوصی تعلق اور نسبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ خَالَاتِكُمْ (سورة النور، رقم الآية ٦١)

ترجمہ: یا تمہاری ماؤں کے گھروں سے یا تمہارے بھائیوں کے گھروں سے یا تمہاری بہنوں

---

[۱] ذهب الحنفية -فى قول لهم -إلى أن الأخ الأكبر كالأب بعد موته فى حكم الصلة، وكذا الجد، وإن علا، والأخت الكبيرة، والخالة كالأم فى الصلة .وقريب من الحنفية ما اختاره الزركشى من الشافعية بالنسبة للعم والخالة، إذ يجعل العم بمثابة الأب، والخالة بمثابة الأم، لما صح فى الحديث أن الخالة بمنزلة الأم، وأن عم الرجل صنو أبيه.لكن كلام الزركشى مخالف لأئمة الشافعية، لأن الوالدين اختصا من الرعاية والاحترام والإحسان بأمر عظيم جدا وغاية رفيعة لم يصل إليها أحد من بقية الأرحام، وأجابوا عما صح فى الحديث بأنه يكفى التشابه فى أمر ما كالحضانة بالنسبة للخالة والأم، والإكرام بالنسبة للأب والعم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ۳ص۸۳، مادة"ارحام")

[۲] وضابط المحرم عند العلماء من حرم عليه نكاحها على التأبيد بسبب مباح لحرمتها فخرج بالتأبيد أخت الزوجة وعمتها وبالمباح أم الموطوء ة بشبهة وبنتها وبحرمتها الملاعنة واستثنى أحمد من حرمت على التأبيد مسلمة لها أب كتابى فقال لا يكون محرما لها لأنه لا يؤمن أن يفتنها عن دينها إذا خلا بها ومن قال إن عبد المرأة محرم لها يحتاج أن يزيد فى هذا الضابط ما يدخله (فتح البارى لابن حجر، ج۴، ص۷۷، باب حج النساء)

کے گھروں سے یا تمہارے چچاؤں کے گھروں سے یا تمہاری پھوپھیوں کے گھروں سے یا تمہارے ماموؤں کے گھروں سے یا تمہاری خالاؤں کے گھروں سے (سورہ نور)

اور ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ (سورة النساء، رقم الآية ۲۳)

ترجمہ: تمہارے اوپر حرام کردی گئیں تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں (سورہ نساء)

ان آیات سے چچا، تایا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بھانجی اور بھتیجی کے ساتھ خصوصی رشتہ اور تعلق کا ہونا معلوم ہوا، یہ رشتہ دار انسان کے محرم رشتہ دار بھی کہلاتے ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ (مسلم، رقم الحديث ١١"٩٨٣")

ترجمہ: بے شک آدمی کا چچا اُس کے باپ کے مثل ہوتا ہے (مسلم)

اس قسم کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۱]

مطلب یہ ہے کہ چچا و تایا اور والد ایک ہی باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے مثل ہیں، اس لئے چچا اور تایا کی تعظیم و احترام اور اُن کے ساتھ نیک سلوک و صلہ رحمی ضروری ہے، اور بدسلوکی و قطع رحمی گناہ ہے۔ [۲]

---

[۱] عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعُمَرَ فِي العَبَّاسِ: إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ، وَكَانَ عُمَرُ كَلَّمَهُ فِي صَدَقَتِهِ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (ترمذي، رقم الحديث ٣٧٦٠)

[۲] عم الرجل صنو أبيه ") . بكسر الصاد وسكون نون أى مثله، وأصله أن يطلع نخلتان أو ثلاث من أصل عرق واحد، فكل واحد منهن صنو يعني ما عم الرجل وأبوه إلا كصنوين من أصل واحد، فهو مثل أبي أو مثلي (مرقاة، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله عنهم)

وأصل الصنو المثل والمراد به هنا فرع يجمعه وفرعا آخر أو أكثر أصل واحد ومنه عم الرجل صنو أبيه لأنهما يجمعهما أصل واحد (فتح الباري لابن حجر، ج٨، ص٣٧٤، قوله سورة الرعد)

قوله :إن عم الرجل صنو أبيه أى مثله ففى هذه اللفظة إشعار بما ذكرنا فإن كون صنو الأب يناسب أن يحمل عنه أى هى على إحسانا إليه وبرا به (ارشاد السارى، ج٣، ص ٥٩، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى : وفى الرقاب والغارمين وفى سبيل الله)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَـى الـنَّبِـيَّ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ إِنِّىۡ أَذۡنَبۡتُ ذَنۡبًا كَثِيۡرًا فَهَلۡ لِّىۡ مِنۡ تَوۡبَةٍ؟ قَالَ: أَلَکَ وَالِدَانِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَلَکَ خَالَةٌ؟ قَالَ: نَـعَـمۡ، فَـقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: فَبَرَّهَا إِذًا (مستدرک حاکم، رقم الـحديث ۷۲۶۱، واللفظ لهٗ، صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۴۳۵، ذِكۡرُ اسۡتِحۡبَابِ بِرِّ الۡمَرۡءِ خَالَتَهٗ إِذَا لَمۡ يَكُنۡ لَهٗ وَالِدَانِ) ؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے بہت زیادہ گناہ کئے ہیں، کیا میرے لئے توبہ ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کے والدین ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کی خالہ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں آپ ان کے ساتھ نیک سلوک (وصلہ رحمی) کیجئے (حاکم، ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ خالہ کے ساتھ صلہ رحمی اور نیک سلوک کی عظیم فضیلت ہے کہ اس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قوله " :صنو أبيه "معناه :أن العم شقيق الأب، وأصل ذلک فى النخلتين يخرجان من أصل واحد، يقال : صنو، وصنوان، وقنا، وقنوان، وقَل ما جاء من الجمع على هذا البناء ، ويقال :أراد أن أصله، وأصل أبيه واحد، وقيل :الصنو :المثل، أراد أنه مثل أبيه، وفيه تعظيم له للعم.

وقال الجوهرى :إذا خرج نخلتان/ (أو ثلاث من أصل واحد، فكل واحد منهن صُنو، والاثنتان صنوانِ، والجمع صنوانُ برفع النون" (شرح ابى داؤد للعينى، ج۶، ص۳۵۵، كتاب الزكاة، باب :فى تعجيل الزكاة)

(عم الرجل صنو أبيه) بكسر المهملة أى مثله يعنى أصلهما واحد فتعظيمه كتعظيمه وإيذاؤه كإيذائه وفيه حث على القيام بحق العم وتنزيله منزلة الأب فى الطاعة وعدم العقوق (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۶۰۲)

؎ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرۡطِ الشَّيۡخَيۡنِ وَلَمۡ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبى فى التلخيص :على شرط البخارى ومسلم.

وفى حاشية ابنِ حبان :إسناده صحيح على شرط الشيخين. أبو معاوية :هو محمد بن خازم.

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ(ترمذی، رقم الحديث ۱۹۰۴، باب ما جاء فی بر الخالة،واللفظ لهٗ،بخاری،رقم الحديث ۲۶۹۹) ۱؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالہ ماں کے قائم مقام ہے(ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْخَالَةُ وَالِدَةٌ (مسند احمد،رقم الحديث ۷۷۰،واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۰۰۳) ۲؎

ترجمہ: خالہ والدہ ہوتی ہے(مسند احمد)

اس قسم کی حدیث حضرت عائشہ اور حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ ۳؎

جن سے خالہ کے رشتہ کی اہمیت معلوم ہوئی۔

قطع رحمی سے بچنے کے لئے بعض قریبی رشتہ والی عورتوں کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنے سے بھی احادیث میں منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا (بخاری، رقم الحديث ۵۱۰۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ عورت اور اُس کی پھوپھی یا

۱؎ قال الترمذی: وَفِي الحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيح.

۲؎ قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الذهبی:علی شرط البخاری ومسلم.

وفی حاشية مسند احمد: إسناده حسن.

۳؎ عن عائشة ، أن النبی صلی الله عليه وسلم :كناها أم عبد الله قال أبو عبد الله :وفی سائر الأخبار ، لما ولدت أسماء عبد الله بن الزبير ، قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لعائشة : اكتنی بابنک عبد الله ، فإن الخالة والدة (معرفة الحديث للحاكم، رقم الحديث ۴۰۸)

عَنْ أَبِی مَسْعُودٍ قَالَ :قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الْخَالَةُ وَالِدَةٌ (المعجم الكبير للطبرانی،رقم الحديث ۶۷۷، واللفظ لهٗ؛ شرح معانی الآثار، رقم الحديث ۴۴۴۱)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وفيه قيس بن الربيع وثقه شعبة والثوری، وضعفه جماعة، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۷۰۰، باب الحضانة)

خالہ کے ساتھ نکاح کیا جائے (یعنی ان کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کیا جائے) (بخاری)

اس قسم کی حدیث حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابنِ عباس اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تزَوَّجَ الْمَرْأَةُ عَلَى الْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ قَالَ: إِنَّكُنَّ إِذَا فَعَلْتُنَّ ذٰلِکَ قَطَعْتُنَّ أَرْحَامَكُنَّ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۴۱۱۶، ذِكْرُ الْعِلَّةِ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا زُجِرَ عَنْ هَذَا الْفِعْلِ) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ عورت اور اُس کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ زوجیت کا رشتہ قائم کیا جائے (یعنی ان کو ایک ساتھ زوجیت کے رشتہ میں جمع کیا جائے) فرمایا کہ جب تم یہ عمل کرو گے تو تم قطع رحمی کرنے والے شمار ہو گے (ابنِ حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو ایک آدمی کے نکاح میں ایک وقت میں جمع کرنا قطع رحمی کی وجہ سے منع ہے۔

بعض دیگر روایات اور آثار میں بھی اس چیز کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ۳

---

۱ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ المَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَالمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا (بخاری، رقم الحدیث ۵۱۱۰)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُزَوَّجَ المَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، أَوْ عَلَى خَالَتِهَا (ترمذی، رقم الحدیث ۱۱۲۵)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا افْتَتَحَ مَكَّةَ، قَالَ " :لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَلَا عَلَى خَالَتِهَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۷۷۰)

فی حاشية مسند احمد: صحيح، وهذا إسناد حسن.

۲ فی حاشية ابنِ حبان: حديث حسن، أبو حريز حديثه حسن فی الشواهد وقد توبع، وباقی رجاله ثقات رجال البخاری غير الفضيل -وهو ابن ميسرة -وهو صدوق.

۳ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى قَرَابَتِهَا مَخَافَةَ الْقَطِيعَةِ (المراسيل لابی داؤد، رقم الحديث ۲۰۸، باب فی النكاح)

عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى قَرَابَتِهَا مَخَافَةَ الْقَطِيعَةِ (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۱۷۰۴۴، فی الجمع بين ابنتی العم)

عن جابر بن زيد قال: سئل: هل يصلح للمرأة أن تزوج على ابنة عمها ؟ قال: تلك القطيعة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جب اس طرح کی دوعورتوں کوایک آدمی کے نکاح میں جمع کیاجاتاہے،تو اس سے اُن کے درمیان عداوت اورقطع رحمی پیداہوتی ہے۔ ۱؎

فقہائے کرام نے یہی حکم ایسی دوعورتوں کوایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنے کابھی بیان فرمایاہے کہ ان دو عورتوں میں ایسی قرابت اوررشتہ داری کاتعلق ہوکہ اگران میں سے کسی بھی ایک عورت کومردتصور کرلیا جائے،توان میں باہم نکاح جائزنہ ہو۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کابقیہ حاشیہ﴾

ولا تصلح القطيعة (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث۱۷۰۴۳، فی الجمع بين ابنتی العم)

عن عطاء قال :يكره الجمع بين ابنتی العم لفساد بينهما (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث۱۷۰۴۰، فی الجمع بين ابنتی العم)

عن الحسن أنه كان يكره أن يجمع بين القرابة من أجل القطيعة (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث۱۷۰۴۲، فی الجمع بين ابنتی العم)

۱؎ قيل :وعلة تحريم الجمع بينهن وبين الأختين أنهن من ذوات الرحم فلو جمع بينهما فی النكاح لظهرت بينهما عداوة وقطيعة رحم وفی تعديته بعلی إيماء إلی الأضرار (مرقاة، كتاب النكاح، باب المحرمات، الفصل الثانی)

قوله (نهی أن تزوج) بصيغة المجهول أی تنكح (المرأة علی عمتها أو خالتها) روی بن حبان فی صحيحه وبن عدی هذا الحديث من طريق أبی حريز عن عكرمة عن بن عباس وزاد فی آخره إنكم إذا فعلتم ذلك قطعتم أرحامكم

ذكره الحافظ فی التلخيص قال وفی الباب ما أخرجه أبو داود فی المراسيل عن عيسی بن طلحة قال نهی رسول الله صلی الله عليه وسلم عن أن تنكح المرأة علی قرابتها مخافة القطيعة انتهی

وقد ظهر بهذه الزيادة حكمة النهی عن الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها وهی الاحتراز عن قطع الرحم (تحفة الاحوذی، ج۴، ص۲۲۹، ابواب النكاح، باب ما جاء لا تنكح المرأة علی عمتها)

۲؎ اتفق الفقهاء علی حرمة الجمع بين المحارم فی النكاح سواء كان ذلك بالعقد أو بملك اليمين، فلا يجوز للرجل أن يجمع بين امرأتين فی عقد، أو أمتين فی وطء لو فرضت كل منهما ذكرا لم تحل للأخری، كالمرأة وعمتها، والمرأة وخالتها، والمرأة وأختها، لقوله تعالی :(وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قد سلف وقول النبی صلی الله عليه وسلم :لا تنكح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۶، ص۲۰۸، الجمع بين المحارم فی النكاح، مادة محرم)

يحرم علی المسلم أن يجمع بين امرأتين بينهما قرابة محرمة، بحيث لو فرضت أيتهما ذكرا حرمت عليه الأخری، وذلك كالأختين، فإننا لو فرضنا إحداهما ذكرا لا تحل للأخری، وكذلك يحرم الجمع بين المرأة وعمتها، أو بين المرأة وخالتها، لقوله تعالی :(حرمت عليكم أمهاتكم) إلی قوله :(وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قد سلف) ولحديث أبی هريرة :أن رسول الله صلی الله عليه وسلم نهی أن تنكح المرأة علی عمتها، أو العمة علی ابنة أخيها، أو المرأة علی خالتها، أو الخالة علی بنت أختها وعليه الأئمة الأربعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۶، ص۲۲۳، الجمع بين الأختين ومن فی حكمهما، مادة محرم)

مقالات ومضامین ادارہ

ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی

گزشتہ کئی سالوں سے ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم ہے، حسبِ سابق اس سال بھی ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کا نظم قائم کیا گیا ہے، ادارہ غفران میں ہونے والی اجتماعی قربانی سے متعلق جو ہدایات وشرائط جاری کی گئی ہیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(1)......صرف صحیح العقیدہ مسلمان ہی قربانی میں شرکت فرمائیں۔

(2)......مالِ حلال سے حصہ ڈالنے کا اہتمام فرمائیں ورنہ سب کی قربانی ناقص ہونے کا اندیشہ ہے، جس کا وبال شرکت کرنے والے پر ہوگا۔

(3)......شرکت کنندہ کی جانب سے ادارہ کی انتظامیہ جانور کی خرید اور مختلف انواع (وہڑے، کٹے، اونٹ کے نر و مادہ) کی تعیین سے لے کر ذبح کرنے کرانے، گوشت بنوانے اور آخری مراحل تک دیگر پیش آمدہ اخراجات وغیرہ کرنے میں وکیل کی حیثیت سے مجاز ہوگی، پیشگی اجازت ہونی چاہئے تا کہ شرعی طریقہ پر قربانی اور گوشت وغیرہ کی تقسیم ہو سکے۔

(4) سری، زبان اور اوجھڑی بنانے کا عام طور پر انتظام نہیں ہوتا، بلکہ سری ضرورت مندوں کو فراہم کر دی جاتی ہے، اور اجتماعی قربانی کی کھالیں بطور صدقہ ادارہ غفران کے مصارف میں جمع ہو کر ثوابِ دارین کا باعث ہو جاتی ہیں، لہٰذا پہلے سے شرکاء کی طرف سے رضامندی ہونی چاہئے۔

(5)...... پائے حصہ میں شامل کر کے گوشت کے ساتھ ملائے جاتے ہیں۔

(6)......اجتماعی قربانی میں اسی سال کی ادا قربانی کی نیت سے شامل ہوا جا سکتا ہے۔

(7)......ادارہ کی طرف سے حصہ داران سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا، البتہ قربانی اور اس سے متعلقہ عمل میں آنے والے معقول اخراجات قربانی کی قیمت کی مد سے منہا کئے جاتے ہیں، جس کے لئے انتظامیہ کو اجازت ہونی چاہئے۔

(8)......قربانی کے دن ادارہ سے رابطہ رکھا جائے اور بروقت اپنے حصہ کا گوشت حاصل کر لیا جائے، اس سلسلے میں کوتاہی کرنے سے انتظامیہ کو مشکلات اور بدنظمی کا سامنا ہوتا ہے، اور تاخیر ہونے پر گوشت کے خراب وضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

(9)......جانور کے چارہ پانی اور دیگر تمام اخراجات بھی قربانی کی قیمت میں شامل ہوتے ہیں، اورادارہ کی طرف سے سستے جانور خریدنے کی ممکنہ کوشش ہوتی ہے، تاہم مارکیٹ کے اعتبار سے قیمت میں اتار چڑھاؤ ایک واضح چیز ہے، اس لئے اجتماعی قربانی کے تمام جانور یکساں قیمت کے نہیں ہوتے۔

(10)...... پہلے دن قربانی کے جانوروں کی تعداد مکمل ہونے پر دوسرے یا تیسرے دن قربانی ادا کی جاتی ہے، اس لئے پہلے دن باری نہ آنے پر تشویش نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ دوسرے تیسرے دن گوشت وغیرہ بنانے میں زیادہ سہولت رہتی ہے۔

(11)......اپنی قربانی کے ذبح کے وقت موجود رہنا اور حسبِ حیثیت شرکت وتعاون کرنا شرعاً ایک پسندیدہ عمل ہے، تاہم ادارہ کی طرف سے قربانی کے وقت شریک کا موجود رہنا ضروری نہیں۔

(12)......حساب وکتاب اور اپنی باقی ماندہ رقم کے حصول کے لئے ادارہ کی طرف سے مقررہ وقت تک رابطہ کر کے حساب بے باق کر لینا چاہئے، تاکہ انتظامیہ کو دشواری کا سامنا نہ ہو، بصورتِ دیگر باقی ماندہ رقم ادارہ کے فنڈ میں جمع کر لی جائے گی۔

امسال۱۴۳۳ھ(2012ء) کے لئے اجتماعی قربانی میں فی حصہ قیمت

ادنیٰ حصہ: پانچ ہزار روپے(-/5000) عام حصہ: سات ہزار روپے(-/7000)

متوسط حصہ: آٹھ ہزار روپے(-/8000)

بکرا: بیس ہزار روپے(-/20000)

مزید معلومات کے لئے ادارہ غفران ٹرسٹ گلی نمبر17 چاہ سلطان راولپنڈی

فون نمبرز: 0333-5365830--051-5507870، سے رجوع فرمائیں۔

مقالات ومضامین　(جنت اوراس کی بہاریں: قسط۴)　مفتی محمد امجد حسین

جنت کی کہانی قرآن کی زبانی

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ(آل عمران ۱۴۲)

ترجمہ: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں جا داخل ہو گے حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور (یہ بھی مقصود ہے) کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔

وضاحت...... اس دنیوی زندگی میں دخول جنت کا ظاہری سبب اعمالِ صالحہ ہیں، اس زندگی میں انسان اعمال کی بجا آوری کا مکلّف ہے، خصوصاً جنت کے اونچے درجات اور مراتبِ عالیہ کے حصول کے لیے اعمال کے بھی اونچے درجات اور عزیمت والے کاموں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

صحابۂ کرام اور امت کے جی دار اور اولوالعزم لوگوں نے اپنی بلند ہمتی سے جنت کے اونچے درجات تک پہنچانے والے اعمال کو زندگی کا شیوہ بنایا۔

ایثار وقربانی، زہد وطاعت، عبادت وریاضت، دعوت وجہاد فی سبیل اللہ وغیرہ، شریعت کے سب ابواب میں ان کی زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے ہے، جس سے ہمیں کم از کم اتنا سبق ضرور سیکھ لینا چاہیے کہ اگر ہم جنت کے درجاتِ عالیہ کی ہمت نہیں رکھتے تو جنت کے عام درجوں سے محروم نہ رہیں، عزیمت والے اعمال نہیں کر سکتے تو جواز اور رخصتوں کی حد میں رہیں، حرام ارناجائز سے بچیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اتنا بھی کریں گے، تو دخولِ جنت سے اور اول وہلے میں دخولِ جنت سے محروم نہیں رہیں گے۔ ؏

مے خانے کا محروم بھی محروم نہیں ہوتا

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ(آل عمران ۱۹۵)

ترجمہ: تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو تو جو لوگ میرے لیے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کیے گئے میں ان کے گناہ دور کر دونگا اور ان کو بہشتوں میں داخل کرلوں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ (یہ) خدا کے ہاں سے بدلا ہے اور خدا کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔

اس آیت میں جنت میں داخلہ کی صورت میں نتیجہ اور ثمرہ اہلِ ایمان کی ان دعاؤں کا، ان ایمانی جذبات و احساسات کا، کائنات کی تخلیق و نظام میں غور و فکر کرنے اور تدبّر و تذکّر کا ہے، جن کا ذکر اس رکوع کی ابتداء ”ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار،الخ“ سے جاری ہے۔ [1]

غور فرمایئے! قرآن آپ سے کیا کہہ رہا ہے؟

نظامِ کائنات میں وہ فلسفیانہ غور و فکر آدمی کی نجات اور کامیابی کے لیے کافی و مفید ہو سکتا ہے؟ جو ملحد و دہری اور مذہب بیزار و خدا فراموش، مادہ پرست سائنس دان اور دانش ور کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں عموماً ان

---

[1] بندۂ مومن کا نظامِ کائنات میں تفکر و تدبر اور اللہ کی طرف رجوع و انابت اور دعا و مناجات پر مشتمل یہ آیات مع ترجمہ ملاحظہ ہوں:

إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِی الْأَلْبَابِ .الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ .رَبَّنَا إِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ .رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِی لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ .رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ(آلِ عمران آیت ۱۹۰ الی ۱۹۴)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) اے پروردگار تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔ اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے پروردگار! ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کہ ایمان کے لیے پکار رہا تھا (یعنی اپنے) پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے مٹا دے۔ اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔ اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کیے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ فرمائیو۔ کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔

کی سرکشی والحاد مزید بڑھ جاتا ہے، اور بجائے خدا کے آگے بندگی وعبدیت کے جذبات ظاہر کرنے کے، الٹا کائنات کی تخلیق سے اللہ جل جلالہ کو الگ کر کے کائنات کی مادی توجیہات کرتے ہیں جو آج یورپ کا مغرب کا وطیرہ اور طرزِ عمل ہے، اوران کے دیکھا دیکھی مشرقی اقوام کے عقلاء ودانش ور بھی غالب حد تک اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ ملحدانہ غور وفکر نہ صرف مذموم بلکہ حد درجہ تباہ کن ہے، جو بندے کا رشتہ اپنے خالق ومعبودِ حقیقی سے کاٹ کر اسے مادی کائنات کا بندہ وپرستار بنائے، قرآن کائنات اور کائنات کے سارے نظام اور اس کائنات میں قدرت کی تمام صنعت گریوں، انواع واقسام کی مخلوقات اوران کے ہنر وکمالات میں غور وفکر اور تدبر وتفکر کا مطالبہ اس بنیاد پہ کرتا ہے کہ آخری نتیجہ ایک خالق تعالیٰ کی معرفت، اس رب کے لیے بندگی وعبدیت کے جذبات، رجوع وانابت کے احساسات اوراس کی بارگاہِ عظمت وجبروت میں اپنی بیچارگی کے اعتراف کی شکل میں ہو، کیا مسلمان قرآن کی اس پکار پر غور کر کے اپنی روش اور طرزِ زندگی پر نظر کرے گا، کہ آیا وہ کائنات اوراس کے نظام میں تفکر وتدبر کرتا ہے یا نہیں؟ اوراس غور وفکر کا وہ انداز اختیار کرنا چاہیے؟ جو مادے اور مادی قوتوں پر ریسرچ کر کے اکتشافات وایجادات کا انبار لگانے والے لیکن ایک خدا کے منکر، دہری سائنسدان ودانش وروں کا اختیار کردہ ہے، یا وہ انداز اختیار کرنا چاہے جو اللہ کے مقرب لوگوں نے انبیاء، صحابہ، اولیاء نے کیا، ابوبکر وعمر، عثمان وحیدر، جنید وبایزید، شبلی وعطار، ابوحنیفہ وشافعی، ابو الحسن اشعری وماتریدی، جلال الدین رومی، فخر الدین رازی اور غزالی وسنائی نے کیا۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں　　　اللہ کرے تجھ کو عطا جدّت کردار

محمدامجد حسین مانسہروی

مدفنِ اعظم

8/اکتوبر2005ءکوہزارہ وکشمیروغیرہ میں آنے والے تباہ کن زلزلہ کامرثیہ
جوزلزلہ کے بعد''التبلیغ'' کے شمارہ میں شائع ہواتھا
اب سات سال بعد ماہِ اکتوبر کی مناسبت سے''قندمکرر'' کے طورپردوبارہ شاملِ اشاعت ہے......ادارہ۔

روپڑاتجھ پہ خزاں بھی اے بہاروں کی زمیں

مخمصے میں مبتلا،اے کوہساروں ۱ کی زمیں
دکھ مجھے اپناسناتوبھی چناروں ۲ کی زمیں

جن کے دم سے تھانمایاں ملک وملت کاوقار
حاملِ دینِ متیں ان شہسواروں کی زمیں

پھوٹتے چشمے رواں تھے آبِ طاہر کے جہاں
اے کنووں ،ندی ونالوں، آبشاروں کی زمیں

کپکپانا، تھرتھرانا، ڈگمگانا، ناگہاں
ماجرا یہ کیاہوا اے جوئباروں ۳ کی زمیں

ہیں مکیں جوبے مکاں تووہ مکاں ہیں بے نشاں
''مُتْرِفِیْنْ'' ہیں کلبۂ احزاں ۴ مزاروں کی زمیں

بستیوں اورکھیتیوں کے ہم کہاں ڈھونڈیں نشاں
بےنواطائربھی ہیں جب مرغزاروں ۵ کی زمیں

کیوں ترانے سے اے بلبل !اب ترا جی بھرگیا
پھٹ گیاگل کاجگراے لالہ زاروں ۶ کی زمیں

جب پڑاماتم چمن کے ہرشجرپربے گماں
روپڑاتجھ پہ خزاں بھی اے بہاروں کی زمیں

اب رہاباقی نہ غنچے نے گلستاں کانشاں
ہیں وہ گل رخ اب کہاں،اے گلعذاروں ۷ کی زمیں

شامتِ جرم وگنہ ہیں امتِ مرحومہ کے
یہ زلازل یہ حوادث دلفگاروں ۸ کی زمیں

رب کے درسے ہم جوبھٹکے ظلمتوں میں گھر گئے
ہے انابت کی گھڑی یہ،بےقراروں کی زمیں

ہوفضل ہم پہ الٰہی واسطہ سرکار ﷺ کا
اس بلاسے ہوخلاصی،غمگساروں کی زمیں

---

۱ سرزمینِ ہزارہ۔ ۲ خطۂ کشمیر۔ ۳ ندیوں۔ ۴ مترفین:یعنی خدافراموش،عیاش مالدار۔کلبۂ احزاں:ماتم کدہ۔
۵ سرسبزقطعاتِ زمین،جہاں چرندپرندکی کثرت ہو۔ ۶ باغ وچمن۔ ۷ پھول جیسے رخساروں والے،خوبرولوگ۔
۸ زخمی دل،دکھیالوگ۔

نظارۂ وطن ابوعشرت حسین

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی

ستمبر کے دوسرے اورشوال کے آخری عشرے میں مجھے اپنے مونولود بچے کے ساتھ ہولی فیملی ہسپتال میں رہنا پڑا، جوخون میں انفکشن ہونے اور جسمانی نشوونما متاثر ہونے کی وجہ سے ہسپتال کی نرسری میں داخل وزیرِ علاج رہا، علاج معالجے سے اللہ تعالیٰ نے اس کو کافی حد تک صحت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کامل صحت دے۔

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی

ہولی فیملی ہسپتال (مقدس خاندان یعنی ماں بیٹا غالباً حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی طرف نسبت ہے) کا قیام 1927ء میں عمل میں آیا، اس کا قیام کرسچن مشنری کے تحت ہوا، ابتداءً یہ مری روڈ پر عارضی طور پر قائم ہوا، چونکہ یہ ایک بڑے منصوبے کا حصہ تھا، لہٰذا منصوبے کے تحت اس کی عمارت کا نقشہ بنا، جو ایک اٹالین انجنیئر (Architect) نے بنایا؛ دوسری جنگِ عظیم (1939ءتا1945ء) کے دوران اس کی تعمیر کا مرحلہ سرنجام پایا، تعمیر مکمل ہونے پر 1946ء میں ہسپتال اس انجنیئر نگ کے شاہکار بلڈنگ میں منتقل ہوا، ہسپتال اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہسپتال کے بیچوں بیچ گرجا اور چرچ کی بلڈنگ بھی واقع ہے، جو ہسپتال کے مجموعی بلڈنگ ہی کا حصہ نظر آتا ہے، اس چرچ کا لمبا چوڑا پُرھیبت وشکوہ چوکور ٹاور (مینار) جورومن مسیحی طرزِ تعمیر کا نمونہ ہے، چرچ کے ساتھ ساتھ (بلکہ چرچ سے زیادہ) اس ہسپتال کو بھی گردوپیش میں نمایاں وممتاز کرتا ہے، اور فرنگی نوآبادیاتی عہد اور ان کی مسیحی مشنری سرگرمیوں کی یاد تازہ کرتا ہے۔

1977ء میں یہ ہسپتال پنجاب گورنمنٹ کے زیرِ انتظام آیا (اور اس کی مشنری حیثیت کالعدم ہوگئی) اور راولپنڈی میڈیکل کالج کے سلسلے میں ایک ٹیچنگ ہسپتال کے طور پر منسلک ہوگیا، اس قدیم ہسپتال میں 200 سے شروع ہوکر 500 بستروں تک کی گنجائش رہی، 1997ء میں ایک ماسٹر پلان کے تحت اس کی توسیع، تجدید اور تعمیرِ نو کا منصوبہ بنا، منصوبے کے تحت ہولی فیملی ہسپتال کی اس پُرانی اور قدیم تاریخی بلڈنگ کے فرنٹ کو چھوڑ کر باقی تینوں اطراف میں انگریزی حرف C کی شکل کی وسیع وعریض اور طویل چار منزلہ بلڈنگ تعمیر ہوئی، جو مکمل ائیر کنڈیشنڈ، ہر قسم کی سہولیات، لیبارٹریوں، جدید ترین مشینوں سے لیس، اور میڈیکل وسرجیکل کے تمام قابلِ ذکر الگ الگ شعبوں اور ڈیپارٹمنٹس پر مشتمل ہے، اس جدید بلڈنگ کا میڈیکل یونٹ نمبر 1 کا پورا بلاک ''وزیرِ اعظم ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام'' کے تحت معدہ وجگر کے علاج اور پیوندکاری

کے لئے مختص کیا گیا ہے، یہاں سے ’’ٹرانسپلانٹیشن‘‘ اور پیوندکاری کے لئے مریض چین بھی بھیجے جاتے ہیں

دیگر عمارات

ہسپتال کے ایک پہلو میں مڈوائفری سکول (جنرل نرسنگ) کی جدید بلڈنگ ہے، جہاں سے ہر سال سینکڑوں نرسیں ٹریننگ مکمل کر کے نکلتی ہیں، اور میڈیکل یونٹ نمبر 1 (معدہ وجگر پیوندکاری سینٹر) کے سامنے راولپنڈی میڈیکل کالج کی جدید اور خوبصورت لمبی چوڑی عمارت ہے، ہولی فیملی ہسپتال کی قدیم عمارت کے ارد اگرد اتنا وسیع رقبہ چھوڑا گیا تھا، کہ C شکل کی تین جانب پر محیط جدید عمارت، راولپنڈی، میڈیکل کالج کی کافی بڑی عمارت اور مڈوائفری سکول کی اچھی خاصی عمارت اور ہسپتال کے احاطے میں ہی ایک مناسب ومعقول خوبصورت مسجد اتنی ساری تعمیرات ہوجانے کے باوجود ہسپتال میں پارک اور کھلی جگہیں جابجا پھیلی ہوئی ہیں۔

ہسپتال میں گھٹن اور تنگی کا یا تنگ دامانی کا احساس نہیں ہوتا، ہسپتال کے پاس کوئی بڑی مصروف روڈ نہ ہونے کی وجہ سے یہاں زیادہ شور وشغب، افراتفری وہڑبونگ بھی نہیں پائی جاتی، جوراجہ بازار، فوارہ چوک کے بغل میں سول ہسپتال (ڈسٹرکٹ ہسپتال) اور مری روڈ پر بے نظیر بھٹو ہسپتال (سابقہ جنرل ہسپتال) میں نظر آتی ہے۔ ہسپتال میں نظم وضبط اور ڈسپلن اور ملازمین ومسیحاں کی فرض شناسی اور اپنے کام میں جذبے کے ساتھ لگن بھی نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ میرے خیال میں موجودہ پنجاب حکومت نے ’’گڈ گورننس‘‘ کو جو اپنا ھدف اور شعار قرار دیا ہے، اس کے نمونے دیگر کئی مقامات کی طرح ہسپتالوں میں بھی اور راولپنڈی میں خاص طور پر ہولی فیملی ہسپتال میں واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

یہ سرکاری ہسپتال غریبوں اور متوسط طبقہ کے لئے ایسے دور میں بہت بڑی نعمت اور عطیۂ خداوندی ہیں، جب پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم وعلاج جیسے خدمتِ خلق اور تعمیرِ انسانیت کے شعبے ہوس زر اور تجارت وکمائی کے فیکٹر بن چکے ہیں، جہاں بہت سے مسیحا سفید گاؤن پہن کر اور فرشتہ صورت بن کر ماڈرن قصاب بن چکے ہیں، جو حیوانوں اور چوپایوں کو نہیں، انسانوں کو ذبح کرتے ہیں، کبھی آلات واوزار جراحی کے ساتھ اور کبھی بغیر آلات جراحی کے؛ جمعہ 21/ستمبر کو حکومت نے یومِ عشقِ رسول منایا، اس دن گستاخی رسول پر مشتمل فلم پر باقی عالمِ اسلام کے شانہ بشانہ پاکستان کی ملتِ اسلامیہ نے بھی اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا، میرا چھٹی کا یہ پورا دن بھی ہولی فیملی ہسپتال میں گزرا، جمعہ کے بعد یہاں ہسپتال کے ملازمین نے ہسپتال کے اندر راہداری میں جلوس نکال کر اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا، مجھے یہ سب بہت اچھا لگا کہ مسلمان جتنا بھی گیا گزرا ہوجائے، اپنے رسول سے محبت جو ہماری ملت کی اساس ہے، اس کی گھٹی میں پڑی ہے۔

اللھم انصر من نصر دین محمد، واجعلنا منھم.

مقالات ومضامین مولانا محمد ناصر

سلام کرنے میں پہل کرنے کی اہمیت اور سلام نہ کرنے کی بُرائی

احادیث میں مسلمانوں کو ایک دوسرے سے سلام کرنے میں پہل کرنے کی خاص فضیلت اور تاکید بیان ہوئی ہے۔ سلام میں پہل کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بعض احادیث میں ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

يَبْدُرُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلاَمِ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے ملاقات کرتے، سلام کرنے میں جلدی فرماتے تھے (طبرانی) [2]

اور حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ

---

[1] رقم الحديث ۴۱۴، واللفظ لهٗ؛ الشمائل المحمدية لمحمد بن عيسى الترمذی، رقم الحديث ۷؛ دلائل النبوة لابی نعيم الاصبهانی، بلفظ "يَبْدَأُ"، رقم الحديث ۵۶۵؛ دلائل النبوة للبيهقی، بالفاظين "يَبْدُرُ" و"يَبْدَأُ"، جِمَاعُ أَبْوَابِ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حديث هند بن أبی هالة فی صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ تاريخ دمشق لابن عساكر، ج۳، ص ۳۳۹، فی صفة النبی عليه الصلاة والسلام.

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، وفيه من لم يسم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۰۲۶، باب صفته صلى الله عليه وسلم)

[2] حدیث کی بعض کتابوں میں ''یبدر'' کے بجائے ''یبدأ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ سلام کرنے میں ابتداء اور پہل فرماتے تھے۔

وفی نسخة يبدأ (حاشية الشمائل المحمدية لمحمد بن عيسى الترمذی، تحت رقم الحديث ۷)

فنقول أولا: خير الناس من يبدأ الناس بالسلام وقد كان النبی صلى الله عليه وسلم وهو أشرف الخلق يبدأ من لقيه بالسلام فاحرص على أن تكون أنت الذی تسلم قبل صاحبک ولو كان أصغر منک لأن خير الناس من يبدؤهم بالسلام وأولى الناس بالله من يبدؤهم بالسلام فهل تحب أن تكون أولى الناس عند الله كلنا يحب ذلک إذن فابدأ الناس بالسلام (شرح رياض الصالحين، صفحه ۹۷۲)

(ابوداوٗد، رقم الحدیث ۵۱۹۷؛ شعب الایمان، رقم الحدیث ۸۴۰۸) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے اللہ سے زیادہ قریب وہ ہے جوان کوسلام کرنے میں پہل کرتا ہے (ابوداؤد؛بیہقی) ۲؎

اور حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں مذکورہ مضمون ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ؟ فَقَالَ أَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ

(ترمذی، رقم الحدیث ۲۶۹۴، أَبْوَابُ الِاسْتِئْذَانِ وَالْآدَابِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ) ۳؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ دوآدمی جب ایک دوسرے سے ملیں تو اُن میں سے سلام کرنے میں پہل کون کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ سے زیادہ قریب ہو (ترمذی)

مذکورہ حدیث سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ قریب ہونے کا یہ طریقہ معلوم ہوا کہ سلام کرنے میں پہل کی جائے۔ ۴؎

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ (شعب الایمان، رقم الحدیث ۸۴۰۷؛ الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب البغدادی، رقم الحدیث ۹۳۶) ۵؎

۱؎ فی حاشیة مسند احمد: اسنادہٗ صحیح (تحت رقم الحدیث ۲۲۱۹۲)

۲؎ اور بعض روایات میں ہے کہ جوسلام کرنے میں پہل کرتا ہے، وہ اللہ اوراس کے رسول سے زیادہ قریب ہے، مگران روایات میں سے بعض کی سند شدید ضعیف ہے، اگرچہ مضمون دوسری صحیح روایات میں بھی موجود ہونے کی وجہ سے صحیح ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَوْلَى بِاللهِ وَرَسُولِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۱۹۲، واللفظ لهٗ؛ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۷۸۵۸؛ عمل الیوم واللیلة لابن السنی، رقم الحدیث ۲۱۲)

فی حاشیة مسند احمد: حدیث صحیح وھذا إسناد ضعیف جداً.

۳؎ قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

۴؎ (یا رسول اللّٰہ الرجلان یلتقیان) أی سواء کان یقصد منهما اللقاء أو من أحدهما أولا قصد لأحد (أیهما یبدأ بالسلام قال :أولاهما باللّٰہ) قال ابن رسلان :ومعنی الروایتین أقرب الناس من اللّٰہ بالطاعة من بدأ أخاہ بالسلام عند ملاقاته لأنه السابق إلی ذکر اللّٰہ ومذکرہ (دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب آداب السلام)

۵؎ قال ملاعلی قاری: رواہ البیهقی فی شعب الإیمان . وکذا الخطیب فی الجامع، عن ابن مسعود، وعلی ما صرح به السیوطی فی الجامع الصغیر، وقال :ورواہ أبو نعیم فی الحلیة عنه أیضا، ولفظه بریء من الضرم، وهو بالضم الهجر والقطع، وروی أحمد بسند حسن عن أبی أمامة مرفوعا :من بدأ بالسلام فهو أولی بالله ورسوله (مرقاة، کتاب الآداب، باب السلام)

ترجمہ: سلام کرنے میں ابتداء کرنے والا تکبّر سے بری ہے (بیہقی)

مذکورہ حدیث میں سلام میں پہل کرنے والے کے لیے یہ خوشخبری بیان ہوئی ہے کہ وہ تکبّر سے پاک ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنے کا عمل تکبر سے نجات دِلاتا ہے۔ ۱

مذکورہ احادیث میں سلام کرنے میں پہل کرنے کی اہمیت وفضیلت بیان ہوئی ہے۔

جبکہ بعض احادیث میں ملاقات کے شروع میں سلام نہ کرنے کی بُرائی اور مذمت بیان ہوئی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ (ترمذی) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام (کا موقعہ) کلام (یعنی گفتگو) سے پہلے ہے (ترمذی) ۳

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

لَا تَأْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ (شعب الایمان) ۴

ترجمہ: جو شخص سلام کے ساتھ ابتداء نہ کرے، اُس کو اجازت نہ دو (بیہقی)

---

۱ (وعن عبد الله رضي الله تعالى عنه -) ، أي :ابن مسعود ;لأنه عند الإطلاق مقصود في مصطلح المحدثين، فإنه أجل العبادلة لكونه أفقه الصحابة مما عدا الخلفاء الأربعة (عن النبي -صلى الله عليه وسلم - قال :البادء) : بالهمز أي :المبتدء (بالسلام) : والمبادر إليه من المتلاقيين إذا اتفقا في الوصف كماشيين وراكبين (بريء) : فعيل من البراء ة أي :متبرء ومتنزه (من الكبر) أي :من علته، فالسلام علامة سلامته. رواه البيهقي في شعب الإيمان (مرقاة، كتاب الآداب، باب السلام)

۲ رقم الحديث ۲۶۹۹، واللفظ لهٗ؛ مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۲۰۵۹؛ مسند الشهاب القضاعى، رقم الحديث ۳۴.

قال الترمذى: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ.

وقال ملاعلى قارى: (رواه الترمذي، وقال :هذا حديث منكر) أي :إسنادا، وإلا فهو معروف من جهة صحة المعنى كما قررناه (مرقاة، كتاب الآداب، باب السلام)

وقال الألبانى: حسن (حاشيه ترمذى)

۳ (وعن جابر -رضي الله تعالى عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :السلام قبل الكلام) لأنه تحية يبدأ به فيفوت بافتتاح الكلام كتحية المسجد، فإنها قبل الجلوس، وقد روى القضاعي عن أنس مرفوعا " :السلام تحية لملتنا وأمان لذمتنا (مرقاة، كتاب الآداب، باب السلام)

۴ رقم الحديث ۸۴۳۳؛ اخبارِ اصبهان، رقم الحديث ۱۳۷۸؛ مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ۱۸۰۹؛ الجامع لاخلاق الراوى بالفاظ مختلفة، رقم الحديث ۲۲۶.

یہی مضمون حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [۱]

مطلب یہ ہے کہ اُس شخص کو ملاقات کرنے یا اندر آنے کی اجازت نہ دو، جو ملاقات میں پہلے سلام نہ کرے، اور سلام سے ابتداء کیے بغیر دوسری گفتگو شروع کردے یا اندر آ جائے۔ [۲]

اسی طرح کا مضمون حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَأَ الْكَلَامَ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيْبُوْهُ

(حلية الاولياء) [۳]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی سلام سے پہلے کلام (یعنی گفتگو) شروع کردے، تو اُس کو جواب نہ دو (حلیۃ الاولیاء)

مذکورہ احادیث سے گفتگو شروع کرنے سے پہلے سلام کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ [۴]

اور حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں نبی ﷺ کی خدمت میں دودھ، ہرن کا گوشت، اور ککڑی دے کر بھیجا، تو حضرت کلدہ بغیر سلام کیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

---

۱ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، أَشُكُّ فِى رَفْعِهِ قَالَ :لَا يُؤْذَنُ لِلْمُسْتَأْذِنِ حَتَّى يَبْدَأَ بِالسَّلَامِ (المعجم الاوسط، حديث نمبر ۸۶۰۳؛ مصنف ابنِ ابى شيبه، حديث نمبر ۲۶۳۴۵)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الأوسط، ورجاله ثقات، إلا أن عبد الملك لم أجد له سماعا من أبى هريرة.
قال ابن حبان :روى عن يزيد بن الأصم. (مجمع الزوائد، تحت حديث نمبر ۱۲۷۴۴)

۲ وعن جابر رضى الله تعالى عنه أن النبى قال لا تأذنوا أى بالدخول أو للطعام لمن لم يبدأ بالسلام أى بسلام الاذن أو بسلام الملاقاة بأن دخل ساكتا أو بدأ بالكلام رواه البيهقى فى شعب الإيمان (مرقاة، باب الاستئذان)

۳ ج۸، صفحه ۱۹۹، واللفظ لهٗ؛ عمل اليوم والليلة لابن السنى، رقم الحديث ۲۱۳.
قال الترمذى: غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ نَكْتُبْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ بَقِيَّةَ .
وقال الالبانى: من بدأ بالكلام قبل السلام فلا تجيبوه (حسن) (طس حل) عن ابن عمر (صحيح الجامع الصغير وزياداته، تحت رقم الحديث ۲۱۲۲)

۴ (من بدأ بالكلام قبل السلام فلا تجيبوه . لما تقرر أنه مأمن من للعباد فيما بينهم فمن أهمله وبدأ بالكلام فقد ترك الحق والحرمة فحقيق أن لا يجاب وجدير بأن يهان ولا يهاب قال فى التجنيس وغيره :هذا فى الفضاء فيسلم أولا ثم يتكلم وأما فى البيوت فيستأذن فإذا دخل سلم لقوله سبحانه وتعالى (لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على أهلها) فأمر بالاستئذان قبل السلام (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۵۵۶)

ارْجِعْ فَقُلِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ (ابوداوٗد) ۱

ترجمہ: لوٹ جائیے، اور السلام علیکم کہیے (ابوداؤد؛ ترمذی)

اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ (المعجم الاوسط للطبرانی) ۲

ترجمہ: لوگوں میں سب سے زیادہ بخیل وہ آدمی ہے، جو سلام کرنے میں بخل کرے (طبرانی)

اس قسم کا مضمون حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۳

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ سلام کرنا جو کہ ایک بہت آسان اور مختصر عمل ہے، اس میں نہ ہی کوئی جسمانی طاقت استعمال کرنی پڑتی ہے، اور نہ ہی کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے، جو شخص اتنے آسان اور مختصر عمل کو بھی اختیار نہ کرے، اور مسلمان بھائی کو سلامتی اور لمبی عمر کی دعا دینے میں بھی بخل کرے، تو وہ مال و دولت میں بخل کرنے والے سے بھی زیادہ بخیل ہے، اس لیے کہ مال و دولت کے خرچ کرنے میں اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ کرنا پڑتا ہے، جبکہ سلام کرنے میں ایسا کچھ بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا، اس لیے سلام کرنے میں بخل کرنے والے سے زیادہ بخیل کوئی نہیں۔ ۴

---

۱ رقم الحديث ۵۱۷۶؛ ترمذی، رقم الحديث ۲۷۱۰؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۴۲۵.
إسناده صحيح، رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)
وجداية قال صاحب النهاية والشراح هو بفتح الجيم وكسرها أولاد الظباء ذكرا كان أو أنثى (مرقاة، كتاب الآداب، باب الاستئذان)

۲ رقم الحديث ۳۳۹۲، واللفظ لهٗ؛ المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۳۳۵.
قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الثلاثة ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۷۲۲)

۳ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِى الدُّعَآءِ، وَأَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ۵۵۹۱، واللفظ لهٗ؛ شعب الايمان، رقم الحديث ۸۳۹۲؛ علل الدار قطنی، رقم الحديث ۲۲۳۴؛ ابنِ حبان موقوفاً، رقم الحديث ۴۴۹۸)
قال الهيثمی: رجاله رجال الصحيح غير مسروق ابن المرزبان، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۲۷۳۹، باب فيمن بخل بالسلام)

۴ اور مندرجہ ذیل روایت میں سلام میں بخل نہ کرنے کی عظیم فضیلت بیان ہوئی ہے، لیکن اس کی اسنادی حیثیت پر محدثین کا کلام دستیاب نہ ہوسکا۔
حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدٌ، ثنا سَهْلٌ السَّرِيُّ، قَالَ :ذَكَرَ عَتَّابُ بْنُ الْخَلِيلِ، ثنا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ الْجَنْبِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَتْنَا وَرْدَةُ بِنْتُ نَاجِيَةَ، عَنْ سَلَمَةَ الضَّبِّيِّ، عَنْ مُهَلْهَلٍ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُظِلَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَلَا يَبْخَلْ بِالسَّلَامِ " (معرفة الصحابه لابی نعيم، رقم الحديث ۶۳۵۳)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (قسط۶)

شراب گمراہی کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهٖ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَاکَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُکَ (بخاری) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس رات میں، جس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی سیر (اور معراج) کرائی گئی، دو برتن لائے گئے، ایک شراب کا اور ایک دودھ کا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا، اور دودھ کو لے لیا، جبریل نے کہا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت بخشی، اگر آپ شراب کو لے لیتے، تو آپ کی امت بھٹک جاتی (بخاری)

دودھ حلال اور پاکیزہ مشروب ہے اور شراب دنیا میں خبیث، ناپاک اور گندا ترین مشروب اور گمراہی کا سبب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ اور شراب میں سے دودھ کا انتخاب فرما کر، اپنی امت کو دودھ کی ترغیب اور شراب سے نفرت کی تعلیم دی، اور اپنی امت کو گمراہی سے بچا کر ہدایت کے راستہ پر ڈالا۔ [۲]

شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] رقم الحديث ۴۳۴۰، كتاب تفسير القرآن، باب قوله أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام، دار طوق النجاة، بيروت، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ۱۶۸، باب جواز شرب اللبن.

[۲] (أما) : بالتخفيف للتنبيه (إنک لو أخذت الخمر) أى :شربت أو ما شربت، والمعنى لو ملت إليها أدق الميل (غوت) أى :ضلت (أمتک)أى نوعا من الغواية المترتبة على شربها بناء على أنه لو شربها لأحل للأمة شربها، فوقعوا فى ضررها وشرها، ولما كان هو معصوما لم يقل له :غويت على ما تقتضيه المقابلة، وفيه إيماء إلى أن استقامة المقتدى من النبى والعالم والسلطان، ونحوهم سبب لاستقامة أتباعهم، لأنهم بمنزلة القلب للأعضاء(مرقاة المفاتيح، ج ۹ ص ۳۶۵۲، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ خَمْرٍ (نسائی، رقم الحدیث ۳۳۷۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں شراب پینے کا عادی داخل نہیں ہوگا(نسائی)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱؎

اگرنعوذ باللہ تعالیٰ کوئی شراب کوحلال سمجھ کر پیے، پھرتو اس عمل کی وجہ سے وہ مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے،اس لئے اس کے جنت میں داخل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور اگرکوئی حرام سمجھ کر پیے، بطورِ خاص اس کی عادت بنالے،تو پھر وہ مؤاخذہ اور سزا کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ۲؎

شراب پینے کےوقت ایمان کی حالت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا يَزْنِي الزَّانِيُ حِيْنَ يَزْنِيُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

۱؎ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوثُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ :الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى (نسائی،رقم الحدیث رقم الحدیث ۲۵۶۲)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ، وَلَا عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ(نسائی، رقم الحدیث ۵۶۷۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ ، وَلَا عَاقٌّ ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ(مسند أحمد،رقم الحدیث ۱۱۲۲۲)

فی حاشية مسند احمد: حديث حسن لغيره.

۲؎ (وعنه) أی عن عبد الله (عن النبی صلی الله علیه وسلم قال :لا یدخل الجنة) أی مع الفائزین السابقین أو المراد منه المستحل للمعاصی أو قصد به الزجر الشدید، وقال الطیبی :هو أشد وعیدا من لو قیل :یدخل النار ;لأنه لا یرجی منه الخلاص ......(ولا مدمن خمر) أی مصر علی شربها (مرقاة المفاتیح، ج۶ ص ۲۳۸۹،کتاب الحدود،باب بیان الخمر ووعید شاربها)

(بخاری،حدیث نمبر ۲۴۷۵)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا ہے اور نہ مومن ہونے کی حالت میں شراب پیتا ہے، اور نہ مومن ہونے کی حالت میں چوری کرتا ہے، اور نہ کوئی مومن ہونے کی حالت میں کسی چیز کو اُچکتا (یعنی لوٹ مار کرتا) ہے، جس کو لوٹ مار کرتے ہوئے دیکھ کر لوگ (حیرت سے) دیکھ رہے ہوں (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ یہ گناہ ایمان کے تقاضے کے خلاف ہیں، اوران اعمال میں مبتلا ہونے وقت ایمان کو ان سے نفرت ہوتی ہے اور مومن کی شان نہیں ہے کہ وہ ان قبیح گناہوں کو کرے۔ ۱

شراب شرک اور بت پرستی کے مشابہ ہے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ مَشٰی أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَعْضُهُمْ إِلٰی بَعْضٍ، وَقَالُوْا: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، وَجُعِلَتْ عَدْلًا لِلشِّرْكِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۳۹۹، واللفظ لهٗ، جزء فيه احاديث ابنِ حيان، رقم الحديث ۱۳۱) ۲

---

۱ قوله ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن قال بن بطال هذا أشد ما ورد فى شرب الخمر وبه تعلق الخوارج فكفروا مرتكب الكبيرة عامدا عالما بالتحريم وحمل أهل السنة الإيمان هنا على الكامل لأن العاصى يصير أنقص حالا فى الإيمان ممن لا يعصى ويحتمل أن يكون المراد أن فاعل ذلك يئول أمره إلى ذهاب الإيمان كما وقع فى حديث عثمان الذى أوله اجتنبوا الخمر فإنها أم الخبائث وفيه وإنها لا تجتمع هى والإيمان إلا وأوشك أحدهما أن يخرج صاحبه أخرجه البيهقى مرفوعا وموقوفا وصححه بن حبان مرفوعا قال بن بطال وإنما أدخل البخارى هذه الأحاديث المشتملة على الوعيد الشديد فى هذا الباب ليكون عوضا عن حديث بن عمر كل مسكر حرام وإنما لم يذكره فى هذا الباب لكونه روى موقوفا كذا قال وفيه نظر لأن فى الوعيد قدرا زائدا على مطلق التحريم وقد ذكر البخارى ما يؤدى معنى حديث بن عمر كما سيأتى قريبا قوله قال بن شهاب هو موصول بالإسناد المذكور(فتح البارى لابنِ حجر، ج۱۰ ص۳۴، قوله كتاب الأشربة وقول الله تعالى إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس الآية)

قال المهلب :فى هذا الحديث بيان قوله (صلى الله عليه وسلم)(لا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن) يريد وهو مستكمل الإيمان، وليس بخارج من الملة بشربها ولا بمعصية من المعاصى؛ لأن النبى (صلى الله عليه وسلم) قد شهد للشارب بحب الله ورسوله وبالإسلام(شرح صحيح بخارى لابن بطال، ج۸ص۳۹۹، كتاب الحدود، باب ما يكره من لعن شارب الخمر وأنه ليس بخارج عن الملة)

۲ قال المنذرى:رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح(الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۳۵۷۶) وقال الهيثمى:رواه الطبرانى ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۰۷۹، باب تحريم الخمر)

ترجمہ: جب شراب حرام کردی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام ایک دوسرے کی طرف گئے، اورانہوں نے کہا کہ شراب کوحرام کردیا گیا، اوراس کوشرک کے برابرقراردے دیا گیا(طبرانی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مُدْمِنُ الْخَمْرِ، كَعَابِدِ وَثَنٍ(سنن ابن ماجه،رقم الحديث ۳۳۷۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب کے عادی شخص کی مثال بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے(ابنِ ماجہ)

اس قسم کا مضمون حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابنِ عباس اورحضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ [۱]

مذکورہ احادیث میں شراب کے عادی شخص کو بت کی عبادت کرنے والی کی طرح قراردیا گیا ہے،اس کی وجہ محدثین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یاتواس میں شراب نوشی کی عادت کی برائی اوراس پروعید بیان کرنامقصود

---

[۱] عن مجاهد، عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من سكر من الخمر لم تقبل له صلاة أربعين يوما، فإن مات فيها مات كعابد وثن (مسند البزار، رقم الحديث ۲۳۸۰)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :شَارِبُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ وَثَنٍ (مسند البزار، رقم الحديث ۲۳۸۲)

قال الهيثمي: رواه البزار، وفيه فطر بن خليفة وهو ثقة، وفيه كلام لا يضر(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۱۸۷، باب ماجاء فى الخمر ومن يشربها)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ :حُدِّثْتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مُدْمِنُ الْخَمْرِ إِنْ مَاتَ، لَقِيَ اللهَ كَعَابِدِ وَثَنٍ "(مسند احمد، رقم الحديث ۲۴۵۳)

قال الهيثمي:رواه أحمد، والبزار، والطبرانى، ورجال أحمد رجال الصحيح، إلا أن ابن المنكدر قال :حدثت عن ابن عباس .وفى إسناد الطبرانى يزيد بن أبى فاختة ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد ،تحت رقم الحديث ۸۲۱۰، باب فى مدمن الخمر)

قال الالبانى: قلت :فالحديث بمجموع طرقه حسن أو صحيح(سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۶۷۷)

عن عبد الله بن عمرو ، قال : مدمن الخمر كمن يعبد اللات والعزى (السنة لابى بكر بن الخلال، رقم الحديث ۱۳۰۴)

ہے، یا جس طرح بت پرست اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، اسی طرح شراب کا عادی بھی اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا رہتا ہے۔

اور یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ شراب کے نشے میں مبتلا ہو کر انسان ہر کچھ کر گزرتا ہے، جس میں کلمۂ کفر و شرک زبان سے نکالنا یا کوئی کفریہ و شرکیہ حرکت کرنا بھی داخل ہے، اور اسی وجہ سے شراب کو گناہوں اور برائیوں کی جڑ بتلایا گیا ہے۔ [1]

اسی لئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَا أُبَالِيْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ، أَوْ عَبَدْتُ هٰذِهِ السَّارِيَةَ مِنْ دُوْنِ اللّٰه عَزَّ وَجَلَّ (سنن نسائی، رقم الحدیث ۵۶۶۳)

ترجمہ: میں پروا نہیں کرتا کہ شراب پیوں، یا اللہ کے سوا اس ستون کی عبادت کروں (یعنی شراب پینا بت پرستی کی طرح ہے) (نسائی)

اور جس طرح ستون کی عبادت کرنا عقل کے بھی خلاف ہے، اس طرح شراب نوشی کی عادت بھی عقل کے خلاف ہے۔ [2]

(جاری ہے............)

---

[1] (وعن ابن عباس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :مدمن الخمر إن مات) أى على إدمانه أو إذا مات، وقال الطيبى :(إن) لـلشک فيـقتضى أن يكون لقاء شارب الخمر ربه تعالى بعـد الـموت مشابها بلقاء عابد الوثن، وليس كذلک فهو من الشرط الذى يورده الواثق بأمره المدل لحجته .اهـ ک (إن كنت ولدى فافعل أو لا تفعل) ومـنه قوله تعالى إن كنتم مؤمنين فى وجـه والظاهر ما قدمناه فتدبر (لقى الله تعالى) أى وهو عليه غضبان (كعابد وثن) أى صنم وهو وعيـد وكيد وزجر شديد ولعل تشبيهه بعابد الوثن حيث اتبع هواه وخالف أمر الله وقد قرن الله سبحانه بين الخمر والصنم فى قوله تعالى (إنما الخمر والميسر والأنصاب) (المائدة90 :) أى الأصـنـام الـمنصوبة حول الكعبة وغيرها (رواه أحمد) أى عـن ابـن عباس ورواه الطبرانى وأبى نـعيم فى الحلية عنه بلفظ :مـا مـات وهـو مدمن خمر لقى الله وهو كعابد وثن (مرقاة المفاتيح، ج۶ ص ۲۳۹۰، باب بيان الخمر ووعيد شاربها)

[2] (وعـن أبـى مـوسـى أنه كان يقول :مـا أبـالـى شـربـت الـخمر أو عبدت هذه السارية) أى الأسطوانة (دون الله) حـال مـؤكدة أى عبدتها متجاوزا عن الله تعالى، قال الطيبى :أى ما أبالى فـى تسـويتى بين هذين الأمرين وجعلهما منخرطين فى سلک واحد مبالغة وهو أبلغ مما مر فى الـحديث السابق من قوله :لـقـى الـله كعابد وثن لتصريح أداة التشبيه فيه، وخلوه عنه هنا (رواه النسائى) أى موقوفا(مرقاة المفاتيح، ج۶ ص ۲۳۹۱، باب بيان الخمر ووعيد شاربها)

مقالات ومضامین

مفتی منظور احمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۱۱)

حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ بھی بڑے کامیاب تاجروں میں شمار ہوتے ہیں ان کی تجارت کی کامیابی کی وجہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے اللہ میری امت کے لیے دن کے ابتدائی حصے میں برکت عطا فرما'' اور آپﷺ جب بھی کوئی جماعت یا لشکر بھیجتے تو دن کے ابتدائی حصے میں بھیجتے تھے ،حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے وہ بھی اپنا مال تجارت یا تجارتی قافلہ بھیجتے تو دن کی ابتدا میں بھیجتے تھے جس کی وجہ سے ان کے مال میں برکت پیدا ہوئی اور ان کا مال بہت زیادہ ہو گیا(سنن الترمذی ج۳ص ۵۰۹ رقم الحدیث ۱۲۱۲،باب ماجاء فی التبکیر)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جو زمانہ جاہلیت میں بھی قریش کے سرداروں اور ان کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور اسلام میں بھی ،قریش میں وہ نسب کے بھی بہت بڑے عالم شمار ہوتے تھے،ان کی سخاوت بڑی مشہور تھی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک سو بیس سال کی لمبی عمر عطا فرمائی تھی ساٹھ سال انہوں نے جاہلیت میں گذارے اور ساٹھ سال اسلام میں۔وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہﷺ جاہلیت میں بھی سب لوگوں سے زیادہ پسند تھے،اسی وجہ سے انہوں ایک عالی شان جوڑا خرید کر حضورﷺ کو ہدیہ کرنا چاہا تو آپ نے ان سے یہ کہہ کر ہدیہ قبول نہ کیا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا البتہ اگر تم مجھے بیچنا چاہو تو میں خرید لیتا ہوں چنانچہ آپ کو انہوں نے بیچ دیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ جوڑا پہنے ہوئے آپ کو منبر پر دیکھا تو آپ انتہائی خوبصورت لگ رہے تھے۔بعد میں آپ نے وہ جوڑا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا۔

حضرت حکیم بن حزام بھی بہت بڑے تاجر تھے،وہ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں تجارت کرتے رہے ہیں۔وہ خود اپنی تجارت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں جاہلیت میں روئی کی تجارت کرتا تھا قریش کے جو دو تجارتی سفر شام اور یمن کی طرف ہوتے تھے میں ان میں شامل ہوتا تھا جس سے مجھے بہت نفع ہوتا تھا اس نفع کو میں اپنی قوم کے فقراء پر خرچ کرتا تھا۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں تجارت کے لیے بازاروں میں بھی جاتا تھا،ہمارے ہاں تین بازار لگتے تھے:ایک عکاظ

میں جو ذی قعدہ کی یکم کو شروع ہوتا اور بیس دن رہتا تھا اس میں تمام عرب سے لوگ آتے تھے میں نے اسی بازار میں زید بن حارثہ کو خریدا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کو چھ سو درہم میں بیچ دیا تھا، حضور اقدس ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو انہوں نے زید آپ کو بطور ہبہ دے دیے تھے، اور آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ اسی بازار سے میں نے ایک جوڑا خرید کر آپ کو دیا تھا جو آپ نے پہنا تو آپ اتنے خوبصورت نظر آرہے تھے کہ اس سے پہلے میں نے اس جوڑے میں اتنا خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ دوسرا بازار مجنہ میں لگتا تھا جو ذی قعدہ کے باقی دس ایام لگا رہتا تھا۔ جب ذی الحجہ کا چاند نظر آتا تو سوق ذی المجاز شروع ہو جاتا اور ہم اس کی طرف چل دیتے تھے یہ بازار آٹھ دن لگتا تھا۔ میں ان تمام بازاروں میں جاتا تھا، ان میں میری رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات ہوتی تھی آپ ان میں لوگوں کو دعوت دینے کے لیے تشریف لاتے تھے۔

وہ فرماتے ہیں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے مکہ آئے تو انہوں نے مکہ میں میرے مکان کا سودا کرنا چاہا تو میں نے انہیں وہ مکان چالیس ہزار دینار کا بیچ دیا، عبداللہ بن زبیر نے اس سودے کو پسند نہیں کیا کیونکہ ان کی رائے میں یہ مکان میں نے سستا بیچا تو میں نے کہا کہ میں نے تو یہ مکان شراب کے ایک مشکیزے کے بدلے خریدا تھا اور اس سے بہت سے فوائد میں نے حاصل کیے، اس لیے میرے نزدیک یہ سودا سستا نہیں۔

حضرت حکیم بن حزام تجارت کرتے تھے لیکن ان کے دل میں مال کی محبت نہ تھی جیسے عام طور پر کاروباری لوگوں کا حال ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے مال بڑی کشادہ دلی اور سخاوت کے ساتھ ضرورت مندوں اور دین کے کاموں میں خرچ کرتے تھے۔ وہ سواری خریدتے اس کا سامان اور سفر کا توشہ ساتھ رکھتے جب کوئی سفر کے لیے سواری کا سوال کرتا تو اسے تمام سامان سمیت وہ سواری دے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ یمن سے ایک آدمی آیا جس کو جہاد کے لیے سواری کی ضرورت تھی، حضرت حکیم نے اشارہ کیا تو وہ ان کے پاس بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میں بہت دور کا رہنے والا ہوں میرا جہاد کا ارادہ ہے مجھے آپ کا بتایا گیا ہے کہ آپ میرے لیے سواری کا انتظام کر سکتے ہیں، اور میری کمزوری میں میری مدد کر سکتے ہیں، انہوں نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، جب سورج بلند ہوا تو انہوں نے نماز پڑھی پھر گھر کی طرف لوٹے اور اس یمنی کی طرف اشارہ کیا، وہ بھی ان کے پیچھے چل پڑا، راستے میں جو بھی روئی کا ٹکڑا، یا پرانا کپڑا یا کپڑے کا ٹکڑا پڑا ہوا ملتا اسے اٹھاتے اور جھاڑ کر پکڑ لیتے، یمنی کہتا ہے کہ میں دل میں یہ سوچنے لگا کہ جس شخص نے مجھے ان کی طرف بھیجا ہے اس نے شاید میرے ساتھ مذاق کیا ہے، ان کی پاس مجھے دینے کے

لیے کیا ہوگا جو خود راستے سے ایسی چیزیں چن رہے ہیں، جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو روئی کے ٹکڑے کو روئی میں ڈال دیا اور کپڑے کے ٹکڑے کو کپڑے میں اور پرانے کپڑے کو پرانے کپڑوں میں جو پہلے سے ان کے پاس جمع تھے۔اس کے بعد اپنے غلام سے کہا کہ ایک شریف سا اونٹ لاؤ، وہ بہترین موٹا سا اونٹ لایا اس پر سواری کا سامان باندھا اور لگام چڑھائی، پھر دو تھیلے منگوائے، پھر میرے لیے آٹے اور ستو اور زیتون کا ایک مشکیزہ منگوایا، پھر فرمایا نمک اور ایک تھیلا کھجور لاؤ، وہ لائی گئی، یہاں تک کہ مسافر کو جس چھوٹی بڑی چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مجھے دی اور آخر میں پانچ درہم منگوائے اور مجھے یہ کہہ کر دیے کہ یہ راستے کے خرچ کے لیے ہیں،اس کے بعد میں ان کے پاس سے رخصت ہوا۔

جب حضرت حکیم بن حزام کی عمر ایک سو بیس سال تھی حضرت معاویہ نے حج کے موقع پر ان سے پوچھا آپ کیا کھاتے ہیں، وہ کہنے لگے کہ میں تو کچھ چیز چبا نہیں سکتا اس لیے ایسی چیزیں ہی استعمال کرتا ہوں جن کو چبانے کی ضرورت نہ پڑے، حضرت معاویہ نے ان کے پاس ایک دودھ والی اونٹنی اور کچھ ہدیہ بھیجا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ ”دنیا بڑی سرسبز اور میٹھی ہے جو شخص اسے دل کے استغناء کے ساتھ حاصل کرے گا اس کو اس میں برکت ہوگی اور جو لالچ کے ساتھ لے گا اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔“ اس کے بعد سے میں نے کہا کہ میں آپ کے بعد کسی سے سوال نہیں کروں گا، چنانچہ آپ کے بعد مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے میرا حق دینا چاہا تو میں نے لینے سے انکار کر دیا تھا (تاریخ مدینۃ دمشق : ج ۹ ص ۲۲۱)

معلوم ہوا کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی اتنی وسیع اور کامیاب تجارت اور کثیر مال دولت ہونے کے باوجود ان کے دل میں مال کی محبت نہ تھی وہ جہاں اپنی تجارت سے مال کما کر اسے دین کی خدمت اور ضرورتمندوں پر بڑی کشادہ دلی سے خرچ کرتے تھے وہاں وہ اس مال کے ذریعے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے سوال کرنے اور ہاتھ پھیلانے سے بچاتے تھے، اور ان دونوں مقاصد کو مد نظر رکھ کر تجارت واقعۃً دین ہے دنیا نہیں۔

یہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے مشہور تاجر تھے، ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبیداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ، اور ان کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام ہیں جنہوں نے تجارت کو اپنے روزگار کے لیے پیشہ بنایا تھا (التراتیب الاداریۃ ”نظام الحکومۃ النبویۃ“ القسم التاسع، الباب الاول فی ذکر من کان یتجر فی زمن رسول اللہ ﷺ)

(جاری ہے............)

بسلسلہ: تاریخی معلومات **6** مولانا طارق محمود

ماہِ رمضان: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

r ......ماہِ رمضان ۵۰۱ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن محمد بن عبدالعزیز بغدادی تــکــکــی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۵۹)

r ......ماہِ رمضان ۵۰۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ ہبۃ اللہ بن احمد بن محمد بن علی زہری موصلی بغدادی مراتبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۶۰)

r ......ماہِ رمضان ۵۰۶ھ: میں حضرت ابومحمد فضل بن محمد بن عبید بن محمد بن محمد بن مہدی قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۸۰)

r ......ماہِ رمضان ۵۱۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالرحمٰن بن احمد بن علی بن صابر سلمی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۴۲۴)

r ......ماہِ رمضان ۵۱۵ھ: میں ملک ابوالقاسم بن ملک جیوش بدر جمالی ارمنی کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۵۰۸)

r ......ماہِ رمضان ۵۱۶ھ: میں حضرت ابومحمد فضل بن محمد بن عبید بن محمد بن محمد بن مہدی قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۲۹۳)

r ......ماہِ رمضان ۵۱۷ھ: میں حضرت ابوالمعالی ہبۃ اللہ بن محمد بن احمد بن مسلم بغدادی فرضی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۴۷۰)

r ......ماہِ رمضان ۵۱۸ھ: میں حضرت ابوالفضل احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم میدانی نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۴۸۹)

r ......ماہِ رمضان ۵۱۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن قاسم بن محمد تمیمی مغربی قسنطینی متکلم اشعری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر ج۴۳ ص ۱۳۵)

r ......ماہِ رمضان ۵۲۰ھ: میں حضرت ابوبکر احمد بن عمر بن علی بن حمد نہاوندی قطــائفــی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص ۵۳۰)

r ......ماہِ رمضان ۵۲۴ھ : میں حضرت ابوسعد اسماعیل بن فضل بن احمد بن محمد بن علی بن اخشیذ اصبہانی تاجر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۵۵۶)

r ......ماہِ رمضان ۵۲۵ھ : میں حضرت ابوغالب محمد بن حسن بن علی بن حسن تمیمی بصری ماوردی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۵۸۹)

r ......ماہِ رمضان ۵۲۶ھ : میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن احمد خشنی مرسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۶۰۳)

r ......ماہِ رمضان ۵۲۸ھ : میں حضرت ابوالمجد معالی بن ہبۃ اللہ بن حسن بن علی حبوبی تغلبی بزار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر ج ۵۹ ص ۳)

r ......ماہِ رمضان ۵۳۰ھ : میں حضرت ابوالرواد مفرح بن حسن بن حسن بن ابومحمد کلابی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر ج ۶۰ ص ۸۸)

r ......ماہِ رمضان ۵۳۱ھ : میں حضرت ابومحمد اسماعیل بن ابی القاسم عبدالرحمٰن بن ابی بکر صالح نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۲۰)

r ......ماہِ رمضان ۵۳۲ھ : میں حضرت ابونصر احمد بن عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد اصبہانی غازی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۹، تذکرۃ الحفاظ ج۴ ص ۴۹، طبقات الحفاظ للسیوطی، ج ۱ ص ۴۶۲)

r ......ماہِ رمضان ۵۳۴ھ : میں حضرت ابوالقاسم یحییٰ بن بطریق طرسوسی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۵۳)

r ......ماہِ رمضان ۵۳۶ھ : میں حضرت ابوالعباس ابن العریف احمد بن محمد بن موسیٰ بن عطاء اللہ صنہاجی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۱۴)

r ......ماہِ رمضان ۵۳۸ھ : میں حضرت ابوالقاسم علی بن نقیب بی الفوارس طراد بن محمد بن علی ہاشمی عباسی زینبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۵۱)

r ......ماہِ رمضان ۵۳۹ھ : میں حضرت ام البہاء فاطمہ بنت محمد بن ابی سعد احمد بن حسن بن علی بن بغدادی اصبہانی رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۴۸)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۱ھ : میں حضرت ابومحمد عبدالحق بن حافظ ابوبکر غالب بن عطیہ محاربی غرناطی رحمہ

اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۵۸۸)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم یحیٰ بن علی بن محمد بن زہیر سلمی معدل محتسب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر ج۶۴ ص۳۵۰)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۲ھ: میں حضرت ابوالسعادات ہبۃ اللہ بن علی بن محمد بن حمزہ بن علی ہاشمی علوی حسنی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۱۹۶)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۴ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن علی بن ابی جعفر بیہقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۲۰۹)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۵ھ: میں حضرت ابوالفضل مکرم بن حمزہ بن محمد بن احمد بن ابی جمیل رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر ج۶۰ ص۲۳۵)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۶ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن مستماد بن نعمۃ بن یزید ہلالی حورانی مقری تاجر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر ج۱۳ ص۳۹۴)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۸ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن ابی غالب بن احمد بن عبداللہ بن محمد بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۲۶۳)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۹ھ: میں حضرت ابوالفضل احمد بن طاہر بن سعید بن ابی سعید فضل اللہ بن ابی الخیٰ خراسانی صوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۱۹۷)

r ......ماہِ رمضان ۵۴۹ھ: میں حضرت ابوالقاسم وہب بن سلمان بن احمد بن عبداللہ بن احمد سلمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر ج۶۳ ص۳۶۵)

علم کے مینار

مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

P عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (قسط۷)

ناپائیدار دنیا، یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

دنیا کی بے ثباتی کا مضمون جس طرح وعظ وارشاد کی مجلسوں اور نصیحت وموعظت کی کتابوں کا گرم موضوع ہے، اسی طرح صوفی منش و درویش شعراء کے کلام کا بھی اہم موضوع ہے، اس باب میں عمر خیام کی رباعیاں اتنے مؤثر اور اچھوتے اسالیب میں ہیں کہ جن کا جواب نہیں، عمر خیام کے بعد کی صدیوں میں سعدی اور حافظ شیرازی جیسے عبقری وباکمال سخنور جب یہ مضمون باندھتے ہیں تو ان کے کلام پر خیام کی چھاپ اور اثر واضح دکھائی دیتا ہے۔ [۱]

عمر خیام کی رباعیات میں اتنی جاذبیت، تاثیر، جوش، ولولہ اور احساسات کی شدت ہے کہ ایک مضمون اگر اس نے دس دفعہ باندھا ہے، سو جگہ بیان کیا ہے، تو ہر رباعی میں خیام کی قوتِ تخیل نے ایک نیا جادو جگایا ہے، ایک نیا اسلوب بیان اختیار کیا ہے، پہلے سے مختلف پیرایا اپنایا ہے، اور ہر پیرایے میں دل کو تڑپانے کا نیا سامان ہے، دل کے ٹکڑے کرنے کے لیے نیا خنجر اور زخم کو چرکے لگانے کے لیے نیا نمک دان ہے۔

ذیل میں دنیا کی بے ثباتی پر عمر خیام کی رباعیات ملاحظہ ہوں:

---

[۱] شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ نے دنیا کی بے ثباتی کا مضمون یوں باندھا ہے:

شنیدم کہ یک بار در دجلۂ   سخن گفت با عابدے کلّۂ

کہ من فر فرماندھی داشتم   بہ سر کلاہِ مہی داشتم

یعنی میں نے سنا ہے کہ ایک بار دریائے دجلہ کے کنارے ایک انسانی کھوپڑی (بوسیدہ) ایک اللہ والے سے یوں گویا ہوئی کہ میں کبھی فرمانروائی، حکمرانی اور بادشاہت کے کر و فر اور ٹھاٹھ باٹھ رکھتی تھی (یعنی کسی بادشاہ کی کھوپڑی تھی) میں اپنے سر پہ سرداری اور سلطانی کا تاج رکھتی تھی۔ ایک اور رباعی میں سعدی نے ذرا اسلوب بدل کر یہی مضمون یوں باندھا ہے:

زدم تیشہ یک روز بر تلِ خاک   بگوش آمدم نالۂ دردناک

کہ زنہار اگر مردے آہستہ تر   کہ چشم وبنا گوش وروئے است وسر

یعنی میں نے ایک دن مٹی کے تودے پر کدال (پھاوڑا، تیشہ) ماری، تو یکا یک میرے کانوں میں دردناک آواز آئی، (اس تودے سے چیخ بلند ہوئی) کہ خبردار ذرا آرام سے، آہستہ! یہاں آنکھیں ہیں، کان ہیں، چہرہ ہے، سر ہے (یعنی وہ مٹی سے اٹا پٹا اور مٹی بن جانے والا تودہ کوئی انسانی کھوپڑی اور سر تھا) (بحوالہ شعر العجم ۲۱۴/۱)

خاکے کہ زیر پائے ہر حیوانے است — زلف صنمے و عارض جانانے است

ہر خشت کہ بر کنگرہ ایوانے است — انگشت وزیرے و سرِ سلطانے است

ترجمہ: یہ خاک اور مٹی جو ہر جاندار کے پاؤں تلے پھیلی ہوئی ہے (جس مٹی پر ہم چلتے پھرتے ہیں) کسی حسین کی زلف اور کسی محبوب کے رخسار کے اجزاء پریشان ہیں، ہر وہ اینٹ جو کسی شاہی محل کے کنگروں اور بُرجیوں میں چنی ہوئی ہے کسی سلطنت کے وزیر کی انگلی اور کسی مملکت کے سلطان اور بادشاہ کے سر سے بنی ہوئی ہے۔

اللہ اکبر! خیام کے فکر و فن کی کیا بلند پروازی ہے؟ کتنی بڑی عبرت آموز حقیقت کس اچھوتے پیرایے میں ایک رباعی میں سمودی ہے، کاش کے ہم نظامِ کائنات میں ہمہ دم جاری و ساری تغیرات پر غور کریں کہ ہر انسان کا بلکہ ہر جاندار کا یہ گوشت پوست کا وجود جن اجزائے ترکیبی سے وجود میں آتا ہے، بتدریج پنپتا، پھلتا پھولتا، اور نشو ونما پاتا ہے، انسانی وجود کے یہ اجزاء و عناصر ساری کائنات کا عطر و نچوڑ ہیں، ہم جو رزق و روزی کھاتے ہیں جو ایک نوالہ اور ایک لقمہ بھی منہ میں ڈالتے اور حلق سے نیچے اتارتے ہیں جس سے ہمارے جسم کو غذائیت ملتی ہے، خون بنتا ہے، گوشت پوست، بال کھال، ہڈی پٹھے، اعضاء و جوارح بنتے ہیں، اس ایک نوالے کو وجود میں لانے اور رزق و روزی کی وہ شکل دینے جو ہمارے استعمال کے قابل ہو، اس کے لیے کائناتی فیکٹریاں، آفاقی کارخانے رات دن مشغول رہے ہیں، تب وہ ایک لقمہ ہمیں میسر آیا ہے، جو ہماری بھوک مٹائے، ہمارے جسم کی نشو ونما کرے، اس کے لیے بحرِ ہند کا پانی استعمال ہوا ہے، جس کے ڈول بھر بھر کر سورج نے بھاپ کی شکل میں اڑائے اور فضا میں پھیلائے، پھر ان کو بادلوں کی شکل دی، اور ان بادلوں کی جیبیں اور آستینیں پانی سے بھریں، پھر ہواؤں کے نظامِ قدرت نے ان پانی سے لبریز بادلوں کو کراچی کے ساحلوں سے چلا کر، برق و رعد کے کوڑے مار مار کر ان کو دوڑا دوڑا کر پورے سندھ، پنجاب اور سرحد کی فضاؤں میں پھیلا کر، کہیں برسا کر اور کہیں سے بھگا کر، کوہِ ہندوکش اور ہمالیہ کی چوٹیوں تک شمالی علاقہ جات کے فلک بوس پہاڑوں کے دامنوں اور وادیوں تک پہنچا کر برسایا، اور پھر زمین کے داخلی نظامِ قدرت کے تحت ان سے سبزہ، اناج، غلے اور ترکاریاں اگیں، پھر کسانوں اور دہقانوں کے لشکر ان کو پال پوس کر زرعی اجناس کی شکل میں لا کر منڈیوں اور بازاروں میں اور فلور ملوں میں لا ڈالتے ہیں، وہاں سے تھوک فروشوں اور پرچون فروشوں، منڈیوں اور گوداموں کے آڑھتیوں کے لشکر ان کو انسانی آبادیوں کی ہر چھوٹی بڑی نفری

کی دہلیز تک پہنچاتے ہیں، پھر گھروں کے داخلی نظام، آگ چولہے، اور کچن و مطبخ کی کرشمہ سازیوں سے اس سے وہ رنگ برنگے پکوان اور کھانے تیار ہوتے ہیں، جن کے ذائقے اور لذت اور غذائیت سے انسان کام ودہن کی لذت وسیری کا سامان کرتا ہے، اور جسم کی نشو ونما پاتا ہے، تو یہ ایک لقمہ جو زید، عمر اور بکر کے میدے میں جا رہا ہے اس کو بنانے میں سات سمندروں کا پانی، ہواؤں کی لہریں، سورج کی کرنیں پہاڑوں کی چوٹیاں اور دامن، زمین کی چھاتی اور سطح اور اس کی گہرائی اور پہنائی اور مٹی کی قوتِ نمو اور اس کے اجزاء نے اشتراک اور اکٹھ کیا ہے، تب ان سب چیزوں کی توانائیوں کا نچوڑ اور عطر انسان کے میدے میں پہنچا ہے، اور اس کے جسم کی افزائش اور نشو ونما کا سامان ہوا ہے۔ [1]

اب ایک دوسرا منظر دیکھیں جس کا نقشہ خیام نے مذکورہ رباعی میں کھینچا ہے، ساری کائنات کا عطر کھینچ کر تیار ہونے والا ایک پانچ چھ فٹ کا انسانی ڈھانچہ (خواہ وہ انسان بادشاہ ہو، وزیر ہو، فقیر ہو، امیر ہو، مرد ہو، عورت ہو، بوڑھا ہو، جوان ہو، مفلس وقلاش ہو یا زردار ہو، یہ سب حیثیتیں بالکل ثانوی وعارضی ہیں) ایک دن موت کے راستے فنا کے گھاٹ اترتا ہے، تب یہ انسانی ڈھانچہ میں جس نے ساری کائنات کا عطر کشید کر کے اپنی صورت گری کی تھی اور اپنا رنگ روپ، حسن وجمال اور سڈول جسم تشکیل دیا تھا، کائنات کا ادھار لیا ہوا وہ سارا جوہر وعطر کائنات کو واپس کر دیتا ہے، سورج اور ہوائیں اور زمین کی مٹی اس کے زلف و گیسو، اس کے بال کھال، اس کے کاکل ورخسار، اس کے ہاتھ پاؤں، اس کے اعضاء وجوارح، اس کے ایک ایک جوڑ اور ہڈی کے بخیے ادھیڑ دیتی ہے، اور اس کے خاکی وجود کے عارضی رنگ وروپ کو مٹا کر اسے مٹی میں ملا کر مٹی بنا دیتی ہے، پھر ہوائیں مٹی میں ملنے والے انسانی اجزاء کو پوری روئے زمین پر آوارہ ومنتشر کر دیتی ہیں، پھیلا دیتی ہیں، خیام فرماتے ہیں کہ ہم جس سطح زمین پر چل پھر رہے ہیں جس مٹی پہ پاؤں دھر رہے ہیں، معلوم نہیں اس میں کتنے اجزاء کسی حسین وخوبرو کے رخسار وکاکل اور گلابی ہونٹوں کے شامل ہیں، اور مٹی کی جو اینٹ بھٹیوں میں پکا کر، اور رنگین وسنگین کر کے کسی ایوانِ اقتدار کے بالاخانوں، کسی شاہی محل کے گنبد ومیناروں میں استعمال ہوئی ہے، ان میں سے ہر ہر اینٹ میں مٹی کے جو اجزاء استعمال ہوئے ہیں، معلوم نہیں مٹی کے ان اجزاء میں کتنے اجزاء وہ ہوں گے جو سینکڑوں سال پہلے مرنے والے کسی بادشاہ، وزیر کے انگلیوں اور سر کے منتشر اجزاء ہوں گے۔ (جاری ہے.........)

---

[1] مرزا غالب نے اس مادی اور ناسوتی وجود کی موت وحیات کی حقیقت کس مختصر اور مطابق واقعہ پیرائے میں پیش کی ہے ؎

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہورِ ترتیب ۔۔۔ موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

پریشان ہونا یعنی منتشر ہونا، بکھر جانا، اسی سے اردوئے معلیٰ میں ''زلف پریشان'' کی ترکیب مستعمل ہے۔

تذکرۂ اولیاء (حکایات از روض الریاحین شیخ یافعی رحمہ اللہ۔ قسط:۳) مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

خودی کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی

حضرت شعبی رحمہ اللہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ یمن کے لوگوں کی ایک جماعت جہاد کے ارادے سے روانہ ہوئی، راستے میں ایک کا (سواری کا) گدھا مر گیا، ہمراہیوں نے کہا ہمارے ساتھ سوار ہو جایئے، انہوں نے قبول نہ کیا، اور وہیں رک گئے (ہمراہی چلے گئے) انہوں نے اٹھ کر وضوء کیا، دو رکعت نماز (حاجت کے نفل) پڑھی، پھر دعا کی، کہ اے اللہ! میں تیرے راستے میں جہاد کے لیے نکلا ہوں، اور تیری ہی رضا مجھے مطلوب ہے، اور، مجھے یقین ہے کہ آپ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرتے ہیں اور قبروں والوں کو دوبارہ اٹھائیں گے (قیامت کے دن) میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا گدھا زندہ کر دیں، دعا کر کے اٹھے اور گدھے کے پاس آئے، اسے مارا تو وہ کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا، یہ اس پر زین کس کر، لگام ڈال کر سوار ہوئے، اور اپنے ساتھیوں سے جا ملے، انہوں نے تعجب کیا، اس نے کہا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرا گدھا زندہ کر دیں، تو اللہ پاک نے زندہ کر دیا، حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے اس گدھے کو کناسہ (ایک بازار یا جگہ کا نام) میں بکتے دیکھا، میرے متعلقین میں سے ایک نے وہاں جا کر جہاں گدھا فروخت ہو رہا تھا (راز فاش کر دیا) کہا کہ حضرت شعبی نے اس گدھے کے بارے میں خبر دی ہے کہ یہ مر کر زندہ ہوا ہے، لوگوں نے اس کہنے والے کو جھٹلایا کہ تو شعبی پر بہتان لگاتا ہے، مرنے کے بعد گدھا کہاں زندہ ہو سکتا ہے؟ اور اسے لے کر شعبی کے پاس آئے (کہ یہ شخص آپ کے بارے میں یوں کہتا ہے) اس شخص نے کہا حضرت! کیا آپ نے ہم سے یونہی بیان کیا تھا نا؟ حضرت شعبی نے یہ ماجرا دیکھا تو انجان بن کر پوچھا یہ کب کا ذکر ہے؟ اس پر وہ آنے والے لوگ کہنے لگے، ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ یہ شخص شعبی پر جھوٹ باندھ رہا ہے، جب وہ لوگ چلے گئے تو یہ صاحب کہنے لگے، حضرت! آپ نے کیا یہ قصہ ہم سے بیان نہیں کیا تھا؟

تب حضرت شعبی نے ان صاحب کو تنبیہ کی کہ تم پر افسوس ہے کہ تم مرغیوں کے بازار میں اونٹ بیچنے لے گئے تھے۔

بامدعی مگو اسرار عشق و مستی بگذار تا بمیرد در رنج خود پرستی [۱]

حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ سے منقول ہے: فرماتے ہیں کہ میں بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس گیا، اور پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ پانی یا دودھ ہے؟ کہا ہاں ہے، تمہیں دونوں میں سے کون سا چاہیے؟ میں نے کہا پانی، اسی وقت اس نے اپنی لکڑی پتھر پر ماری، جو نہایت سخت تھا، اور اس میں سوراخ تھے، اس میں سے پانی بہنے لگا، میں نے پیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا، میں نے تعجب کیا، تو وہ بولے، حیرت کی ضرورت نہیں، جب بندہ اپنے مولا کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتا ہے، تو ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔ ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ کہ گردن نہ پیچد از حکم تو ہیچ [۲]

شیخ عبدالواحد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کو چلا اور راستہ بھول گیا (ان کے وطن سے بیت المقدس بہت کچھ دور تھا) اچانک ایک عورت سے آمنا سامنا ہوا، میں نے اس سے پوچھا اے مسافرہ! کیا تو بھی راستہ بھول گئی ہے؟ اس نے جواب دیا اس کا (اللہ کا) پہچاننے والا کیوں کر مسافر ہو سکتا ہے، اور اس کی محبت رکھنے والا کیونکر راستہ گم کر سکتا ہے (گمراہ ہو سکتا ہے؟) پھر مجھ سے کہا تو میری چھڑی کا دوسرا سرا پکڑ اور میرے آگے آگے چل، چنانچہ میں اس کی چھڑی کا سرا پکڑے آگے آگے چلنے لگا، ابھی تقریباً سات ہی قدم چلا تھا کہ مجھے بیت المقدس نظر آنے لگا، میں حیرت سے آنکھیں ملنے لگا۔ ع

یارب بہ بیداری ایں می بینم یا بخواب

اور سوچنے لگا کہ شاید میری نگاہ غلطی کر رہی ہے، تب اس عورت نے کہا اے شخص! تیرا چلنا زاہدوں کی رفتار سے ہے اور میری سیر اور میرا چلنا عارفوں کی رفتار سے ہے (مقامِ معرفت تک رسائی پانے والوں کے لیے

---

[۱] مراد یہ ہے کہ نااہلوں، کم علموں اور عام لوگوں کے سامنے تم اللہ کے نیک بندوں کو پیش آنے والے ان واقعات کو بیان کرتے ہو جو کرامت اور خرقِ عادت سے تعلق رکھتے ہیں، اور دنیا کے عام طبیعاتی قوانین اور سلسلۂ اسباب سے ہٹ کر ہیں، ان چیزوں کا شعور اور فہم ہر خاص و عام نہیں کر سکتا، جس کو علم شریعت و روحانیت کا کافی کچھ درک ہو، اللہ کی ذات وصفات اور اس کی قدرتوں کے عجائبات اور اللہ کے نیک بندوں کے اللہ کے ساتھ خاص قسم کے معاملات و تعلق سے جسے آگاہی ہو وہ ان چیزوں کو سمجھ سکتا ہے۔
''عوام کالانعام'' جو اس دنیا کے روز و شب اور سود و زیاں اور مادی و حسی نظام و اسباب سے آگے کچھ بھی درک نہ رکھتے ہوں، ان کے سامنے ایسی باتیں کرنا، ان کو فتنہ و آزمائش میں یا گمراہی میں ڈالنا ہے، مرغیوں کے بازار میں اونٹ بیچنے سے یہی مراد ہے، کہ معمولی علم و حوصلہ رکھنے والوں کے سامنے کائنات کے اونچے حقائق بیان کرنا بے موقع عمل ہے۔ امجد۔

[۲] تو بھی اللہ کے حکم سے منہ نہ موڑ، تاکہ کوئی بھی مخلوق تیرے حکم سے منہ نہ موڑے۔

مادی وحسی کائنات سے آگے غیبی نظام اوراس کے راز کھل جاتے ہیں) زاہد چلتا ہےاور عارف اڑتا ہے، چلنے والا کب اڑنے والے کی بلندی کا مقابلہ کرسکتا ہے؟ پھر وہ غائب ہوگئی، اس کے بعد میں نے اُسے کبھی نہ دیکھا۔

فقر میں بھی سر بسر کبر وغرور وناز ہوں　　کسی کا نیاز مند ہوں سب سے جو بے نیاز ہوں

ختامه مسک

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسی (صحابی) رضی اللہ عنہ مدائن (عراق کا سرحدی شہر) سے چلے، آپ کے ہمراہ ایک مہمان بھی تھے، آپ نے جنگل میں ہرنوں کو پھرتے ہوئے، چوکڑیاں بھرتے ہوئے، اور پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تم میں سے ایک ہرن اور ایک پرندہ جو موٹے تازے ہوں میرے پاس آجائے، کیونکہ میرے ساتھ ایک مہمان ہے، میں اس کا اکرام وضیافت کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ ایک ہرن اور ایک پرندہ دست بستہ حاضر ہوگئے۔

ہمہ آہوانِ صحرا سر بکف نہادہ اند　　بہ امید آں کہ روزے بشکار خواہی آمد [1]

مہمان نے تعجب کیا اور کہا سبحان اللہ! کیا یہ ہواؤں کے پرندے بھی آپ کے لیے مسخر اور زیرِ حکم ہیں؟ آپ نے جواب دیا تم اس پر تعجب کرتے ہو؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کوئی بندہ خدا کی فرمان برداری کرے اور (پھر بھی) مخلوق اس کی نافرمانی کرے۔

ہر کہ ترسد از حق وتقویٰ گزید　　ترسد از وے جن وانس وہر کہ دید [2]

---

[1] صحرا و بیابان کے سب ہرن سر ہتھیلی پر رکھے، دست بدستہ انتظار میں کھڑے ہیں کہ کسی دن تو شکار کو آئے گا (تو وہ اپنی نقد جان پیش کریں گے)

[2] جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے، تو اس سے جن وانس اور ہر مخلوق ڈرتی ہے۔

پیارے بچو!　　ابوھادی

اچھی اور بُری نیت کا فرق

پیارے بچو! کسی گاؤں میں برگد کا ایک بہت گھنا درخت تھا، اللہ تعالیٰ نے اس درخت میں بہت برکت رکھی تھی، لوگ اس درخت سے بہت فائدے اُٹھاتے تھے، اُس کے سائے میں تو بیٹھتے ہی تھے، اسی کے ساتھ اُس درخت کے پتوں اور ٹہنیوں وغیرہ سے مختلف طرح کی دوائیاں بناتے، اور شہر میں جا کر وہ دوائیاں بیچتے اور خوب پیسے کماتے، اور جو کوئی بھی اُس درخت کی دوائی استعمال کرتا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بہت جلدی ٹھیک ہو جاتا، اس طرح لوگوں میں وہ درخت بہت مشہور ہو گیا۔

اسی طرح کئی سال گزر گئے، پُرانے لوگ فوت ہوتے گئے، اور نئی نسلیں آتی گئیں، اور وہ درخت لوگوں میں مشہور ہوتا چلا گیا۔

پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ جہالت کی وجہ سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ درخت بیماری سے شفاء دیتا ہے، اس لئے انہوں نے درخت کی پوجا اور عبادت کرنا شروع کر دی، اور درخت کو پاکیزہ اور مقدس سمجھ لیا۔

بچو! اسی زمانہ میں ایک نیک آدمی اس گاؤں میں آ کر رہنے لگے، جب انہوں نے لوگوں کو اس درخت کی پوجا کرتے دیکھا تو انہیں لوگوں کی اس حالت پر بہت دُکھ ہوا، اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ درخت کو کاٹ دیں گے، تاکہ لوگ شرک کے گناہ سے بچ جائیں۔

وہ نیک آدمی گھر گئے، اور گھر سے کلہاڑی اُٹھائی اور اس درخت کو کاٹنے کے لئے گھر سے نکل پڑے، ابھی وہ راستہ میں ہی تھے کہ اچانک شیطان انسانی شکل میں ظاہر ہوا، اور اُس نیک آدمی سے کہا کہ:...... جناب کدھر جا رہے ہیں؟...... اس نیک آدمی نے کہا کہ لوگ ایک درخت کو پوجنے لگے ہیں، درخت کو پوجنا شرک ہے، اس لئے میں درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں، تاکہ لوگ شرک سے بچ جائیں۔

شیطان نے کہا کہ...... آپ واپس چلے جائیں، اور اپنے کام سے کام رکھیں۔

یہ سُن کر اس نیک آدمی کو بہت غصہ آیا، اور اس نے جواب دیا کہ نہیں، میں درخت کو کاٹے بغیر ہرگز بھی واپس نہیں جاؤں گا، اگر میں یہاں سے واپس چلا گیا کہ تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا، میں اس درخت کو ضرور کاٹوں گا، تاکہ شرک کی جڑ ہی کٹ جائے۔

اس نیک آدمی اور شیطان کے درمیان دیر تک یہی باتیں ہوتی رہیں، اور بات اتنی بڑھ گئی کہ دونوں میں لڑائی ہوگئی، اور کچھ دیر بعد اُس نیک آدمی نے شیطان کو لڑائی میں شکست دیدی۔

شیطان نے اب دوسری چال چلی، اور کہا کہ اگر آپ درخت نہ کاٹو تو میں اس کے بدلے آپ کو ہر روز سونے کی ایک ڈلی دوں گا، اگر یہ سودا منظور ہے تو بتاؤ؟

شیطان اپنی اس چال میں کامیاب ہوگیا، اور اس آدمی نے کہا کہ کیا واقعی تم مجھے روزانہ سونا دو گے؟

شیطان نے کہا کہ ضرور! آپ کو یہ سونا ہر روز صبح آپ کے تکیہ کے نیچے سے مل جائے گا۔

وہ آدمی لالچ میں آ گیا، اور اس نے کہا کہ جس دن مجھے سونا نہ ملا، اُس دن میں درخت کاٹ دوں گا، یہ کہہ کر اس نے درخت کاٹنے کا اپنا ارادہ بدل لیا، اور واپس گھر چلا گیا۔

کچھ دن تک اُس آدمی کو تکیہ کے نیچے سے سونا ملتا رہا، پھر ایک دن سونا تکیہ کے نیچے نہ تھا، تو اُس نے دوبارہ کلہاڑی اُٹھائی اور درخت کاٹنے کے لئے چل پڑا۔

راستے میں شیطان نے دوبارہ درخت کاٹنے سے منع کیا لیکن وہ آدمی نہ مانا، اور پھر دونوں میں لڑائی ہوگئی، لیکن اس مرتبہ شیطان کو لڑائی میں کامیابی مل گئی۔

وہ آدمی بہت حیران اور پریشان تھا، اُس نے شیطان سے پوچھا کہ پہلے تو میں نے تمہیں شکست دیدی تھی، لیکن اب کی مرتبہ تم نے مجھے کیسے شکست دیدی؟

شیطان مسکراتے ہوئے بولا کہ جناب پہلے تم جو درخت کاٹنے جارہے تھے تو تمہارا مقصد اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا تھا، اس لئے تم نے مجھے شکست دیدی تھی، اور اس مرتبہ تم سونا نہ ملنے کی وجہ سے درخت کاٹنے جارہے تھے؛ پہلے تمہاری نیت اچھی تھی، اس لئے تم کامیاب ہوئے، اور اب تمہاری نیت اچھی نہیں تھی، اس لئے تم نے شکست کھائی۔

یہ سُن کر وہ آدمی بہت شرمندہ ہوا، اور اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔

بچو! اس کہانی سے تم سمجھ گئے ہوگے کہ اگر نیت اور ارادہ اچھا ہو، تو کامیابی ملتی ہے، لیکن اگر نیت خراب ہوجائے تو پھر کامیابی نہیں ملتی، بلکہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ہمیں بھی ہر اچھا کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی نیت کرنی چاہئے۔

بزمِ خواتین مفتی محمد یونس

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

عدت کے احکام (قسط۸)

معزز خواتین! عدتِ وفات کا آغاز شوہر کی وفات کے وقت سے ہوتا ہے اور جو خاتون شوہر کی وفات کے وقت امید سے نہ ہو (یعنی حمل سے نہ ہو) تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے، پھر اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا، اور (عورت کو حمل نہیں ہے) تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرنے ہونگے (خواہ مہینے انتیس کے ہوں یا تیس کے) اور اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ میں انتقال ہوا تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینے دس دن (یعنی ایک سو تیس دن) پورے کرنا ہونگے، اور جس وقت وفات ہوئی ہے جب یہ مدت (یعنی چار مہینے دس دن) گزر کر وہی وقت آئے گا عدت ختم ہو جائے گی (احکام میت تخریج شدہ ایڈیشن ص۲۲۰ و ۲۲۲ بتغیر) [۱]

مسئلہ...... عدت شوہر کے فوت ہوتے ہی خود بخود شروع ہو جاتی ہے اگر چہ عورت کو شوہر کی وفات کی اطلاع نہ ہو، یہاں تک کہ اگر کسی عورت کو شوہر کے فوت ہونے کی اطلاع چار مہینے دس دن گزرنے کے بعد ملی تو اس کی عدت پوری ہو چکی، اطلاع ملنے کے بعد مزید عدت گزارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [۲]

---

[۱] قال العلامه ابن عابدين رحمه الله :

إذا اتفق عدة الطلاق والموت فی غرة الشهر اعتبرت الشهور بالأهلية وإن نقصت عن العدد، وإن اتفق فی وسط الشهر . فعند الإمام يعتبر بالأيام فتعتد فی الطلاق بتسعين يوما، وفی الوفاة بمائة وثلاثين(رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ج۳ ص ۵۰۹)

إذا وجبت العدة بالشهور فی الطلاق والوفاة فإن اتفق ذلک فی غرة الشهر اعتبرت الشهور بالأهلة، وإن نقص العدد عن ثلاثين يوما، وإن اتفق ذلک فی خلاله فعند أبی حنيفةرحمه الله تعالى وإحدى الروايتين عن أبی يوسف رحمه الله تعالى يعتبر فی ذلک عدد الأيام تسعون يوما فی الطلاق وفی الوفاة يعتبر مائة وثلاثون يوما كذا فی المحيط(هنديه كتاب الطلاق الباب الثالث عشر فی العدة ج ۱ ص ۵۲۷ رشيديه و كذا فی البحر الرائق)

[۲] (ومبدأ العدة بعد الطلاق و) بعد (الموت) على الفور (وتنقضی العدة وإن جهلت) المرأة (بهما) أی بالطلاق والموت لأنها أجل فلا يشترط العلم بمضيه(شامی ج۳ص ۵۲۰)

ابتداء العدة فی الطلاق عقيب الطلاق وفی الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها كذا فی الهداية(هنديه ج ۱ ص ۵۳۱ وص ۵۳۲)

مسئلہ......عدت گزارنے کے لیے نیت کرنا ضروری نہیں، لہٰذا اگر کسی عورت کو شوہر کی وفات کا علم تو ہے مگر اسے یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ شوہر کی وفات پر عدت گزارنا ضرری ہوتا ہے، اور عدت کی مدت یونہی گزر گئی، اور بعد میں اس عورت کو اس مسئلے کا علم ہوا، تو اب اسے دوبارہ عدت گزارنے کی ضرورت نہیں (ملاحظہ ہو احکام میت تخریج شدہ ایڈیشن ص ۲۲۲)

مسئلہ......جس عورت کے شوہر کا انتقال ہوا ہو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ عدت کے زمانے میں نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا نکاح کرے، نہ کچھ بناؤ سنگھار کرے، عدت میں یہ سب باتیں حرام ہیں، اس سنگھار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں (حوالہ بالا، ص ۲۲۸)

سوگ کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ :دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (رواه البخاري، باب إحداد المرأة على غير زوجها، رقم الحديث ١٢٨١)

ترجمہ: حضرت زینب بنت ابی سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نافع رحمہ اللہ کو اس بات کی خبر دی کہ میں ام المؤمنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، پس انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، سوائے شوہر کے کہ (اس کی موت ہو جائے) اس پر چار مہینے دس دن سوگ کرے گی (صحیح بخاری)

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مومن عورت کے لیے شوہر کی وفات پر تو چار مہینے دس دن (زمانۂ عدت) تک سوگ کرنا درست ہے مگر شوہر کے علاوہ کسی اور عزیز (مثلاً باپ، بھائی بیٹے وغیرہ) کی وفات پر تین دن (تین رات) سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں۔

ایک اور حدیث شریف یوں ہے:

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَتْ :لَمَّا أَتَى أُمَّ حَبِيبَةَ نَعِيُّ أَبِي سُفْيَانَ، دَعَتْ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ، فَمَسَحَتْ بِهِ ذِرَاعَيْهَا، وَعَارِضَيْهَا، وَقَالَتْ :كُنْتُ عَنْ هٰذَا غَنِيَّةً، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (رواه مسلم، كتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها، وغيرها بوضع الحمل، رقم الحديث ١٤٨٦ "٦٢")

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب ام المؤمنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو (ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی، جو زرد رنگ کی تھی اور اپنے بازوؤں اور رخساروں پر ملی، اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہ کہیں تین دن سے زائد سوگ کرنے والیوں میں شمار نہ ہو جاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ (وہ کسی میت پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے، سوائے شوہر کے کہ اس (کی موت ہو جانے پر) چار مہینے دس دن سوگ کرے (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۷)

تشریح...... حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سے تھیں، ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے، جب اپنے والد کی وفات کی خبر سنی تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دو دن کوئی خوشبو نہ لگائی، پھر تیسرے دن خوشبو منگا کر لگائی۔

اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس وقت خوشبو لگانے کی بالکل کوئی ضرورت نہ تھی، لیکن حدیث بالا میں بیان کردہ وعید سے بچنے کے لیے خوشبو استعمال کی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ خوشبو نہ لگانا سوگ میں شامل ہو جائے اور اس طرح سوگ تین دن سے زیادہ ہو جائے اس لیے تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی خوشبو لگالی تاکہ گناہ کا احتمال ہی نہ رہے۔ (جاری ہے............)

آپ کے دینی مسائل کا حل " ادارہ

سنت و نفل نماز بیٹھ کر اور سواری پر پڑھنے کے احکام

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

مسافر کو سفر کے دوران سواری پر بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

اور کیا اس حالت میں قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

قیام پر قادر شخص کو فرض نمازوں میں تو قیام کرنا فرض ہے، لیکن سنت اور نفل نمازوں میں قیام کرنا فرض نہیں ہے، کیونکہ سنت و نفل نمازوں میں شریعت نے سہولت و رعایت دی ہے، اور اسی وجہ سے سواری پر سفر کرتے ہوئے نفل و سنت نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

اس سلسلہ میں پہلے چند احادیث و روایات ذکر کی جاتی ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ متعلقہ مسائل کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ (بخاری، رقم الحديث، ۱۱۱۷، باب إذا لم يطق قاعدا صلى على جنب)

ترجمہ: مجھے بواسیر کی بیماری تھی تو میں نے نبی ﷺ سے نماز کے بارے میں سوال کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھیے، پھر اگر آپ کو اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھیے، پھر اگر آپ کو اس کی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل (یعنی لیٹ کر) نماز پڑھیے (بخاری)

اس طرح کی احادیث کے پیشِ نظر اکثر فقہائے کرام کے نزدیک قیام پر قدرت ہونے کی صورت میں فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔

البتہ کسی کو کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت نہ ہو، تو بیٹھ کر پڑھنا، اور بیٹھ کر قدرت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھنا جائز ہے۔

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

النَّبِيّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم مَا تُوُفِّيَ حَتّٰى كَانَتْ أَكْثَرُ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۵۹۹) ۱؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے فرض نمازوں کے علاوہ آپ کی اکثر نمازیں بیٹھ کر ہوا کرتی تھیں (مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَكْثَرُ صَلَاةِ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۶۱۳۱) ۲؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرض نمازوں کے علاوہ اکثر نمازیں بیٹھ کر ہوا کرتی تھیں (مسند احمد)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ، يُوْمِءُ بِرَأْسِهٖ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ (بخاری، رقم الحديث ۱۰۹۷، باب ينزل للمكتوبة)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر نفل نماز سَر کے اشارہ سے پڑھتے ہوئے دیکھا، جس طرف کو بھی سواری ہوتی تھی، اُسی طرف کو رُخ کرتے ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سے فرض نماز میں نہیں کیا کرتے تھے (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ، حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ (بخاری، رقم الحديث ۴۰۰، باب التوجه نحو القبلة حيث كان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر (بیٹھے ہونے کی حالت میں) نماز پڑھ لیا کرتے تھے، جس طرف کو بھی سواری کا رخ ہوتا تھا، پھر جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تھے، تو

۱؎ فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح.

۲؎ فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح

سواری سے اترتے تھے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے (بخاری)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ النَّوَافِلَ فِيْ كُلِّ جِهَةٍ، وَلٰكِنَّهُ يَخْفِضُ السُّجُوْدَ مِنَ الرَّكْعَةِ، وَيُوْمِءُ إِيْمَاءً (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۱۵۶) [۱]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرف رُخ کر کے اپنی سواری پر نفلی نمازیں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، البتہ آپ رکوع کے مقابلہ میں سجدہ کے لئے زیادہ جھکتے تھے، اور اشارے سے پڑھتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ وَهُوَ جَاءٍ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عُمَرَ، هٰذِهِ الْآيَةَ :وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ الْآيَةَ .فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:فَفِيْ هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ (ترمذى، رقم الحديث ۲۹۵۸، باب :ومن سورة البقرة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر نفل نماز پڑھ رہے تھے جس طرف کو بھی سواری کا رخ تھا، اور آپ مکہ سے مدینہ تشریف لا رہے تھے، پھر حضرت ابنِ عمر نے سورہ بقرہ کی یہ آیت تلاوت کی: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ.

"اور اللہ ہی کے لئے مشرق اور مغرب ہے"

پھر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے (ترمذی)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۲۴۲۱) [۲]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھ لیا کرتے تھے، جس طرف کو بھی رخ ہوتا تھا، اور اس پر وتر بھی پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن فرض نماز اس پر نہیں پڑھا کرتے تھے (ابن حبان)

---

[۱] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

[۲] فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط مسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا ، اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ خَلّٰى عَنْ رَاحِلَتِهٖ، فَصَلّٰى حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۱۰۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی سواری پر نفل نماز پڑھنا چاہتے تھے، تو قبلہ کی طرف رُخ کرتے پھر نماز کے لئے تکبیر (تحریمہ) کہتے، پھر اپنی سواری کو جانے دیتے، پھر جس طرف کو بھی سواری کا رُخ ہوتا، اسی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہتے تھے (مسند احمد)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَطَوُّعًا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ نَزَلَ، فَأَوْتَرَ عَلَى الْأَرْضِ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۴۷۶) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھ لیتے تھے، پھر جب وتر پڑھنا چاہتے تھے تو اتر جاتے، اور زمین پر وتر پڑھتے تھے (مسند احمد)

جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلٰى رَوَاحِلِهِمْ وَدَوَابِّهِمْ حَيْثُمَا كَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ وَالْوِتْرَ ، فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَهُمَا بِالْأَرْضِ (مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۸۶۰۸، من كان يصلي على راحلته حيثما توجهت به)

ترجمہ: صحابہ وتابعین اپنی سواریوں اور اپنے جانوروں پر جس طرف کو بھی رُخ ہوتا تھا، نماز پڑھ لیا کرتے تھے سوائے فرض اور وتر نماز کے، کہ ان نمازوں کو یہ زمین پر اُتر کر پڑھا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت ونفل نمازوں میں قیام فرض نہیں ہے، اور نفل نماز کا سواری پر بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَاٰى أُنَاسًا يُصَلُّوْنَ قُعُوْدًا، فَقَالَ: صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (ابنِ ماجه، حديث نمبر ۱۲۳۰، باب

---

[1] فی حاشیة مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

[2] فی حاشیة مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم،و اللفظ لهٗ،مسند احمد، حديث نمبر ۱۲۳۹۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر سے) باہر تشریف لائے، تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ میں آدھا ثواب رکھتی ہے (ابنِ ماجہ)

اسی قسم کی حدیث حضرت سائب بن یزید، حضرت عبداللہ بن عَمر و اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: نَائِمًا عِنْدِیْ مُضْطَجِعًا هَا هُنَا

(بخاری، رقم الحديث ۱۱۱۶، باب صلاة القاعد) [3]

---

[1] فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الشيخين .

[2] عَنِ السَّائِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (مسند احمد، حديث نمبر ۱۵۵۰۱)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، قَالَ :رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي قَاعِدًا فَقَالَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ فَتَجَشَّمَ النَّاسُ الْقِيَامَ (المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر ۶۸۸)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو -قَالَ سُفْيَانُ :أُرَاهُ -عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (مسند احمد، حديث نمبر ۶۸۰۸)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

عنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ نِصْفُ صَلَاةِ الْقَائِمِ (السنن الكبرىٰ للنسائی، حديث نمبر ۱۳۷۲)

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ (المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر ۱۳۱۲۲)

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ " :صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ، مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ (مسند احمد، حديث نمبر ۲۵۸۴۹)

فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح لغيره.

[3] قال الترمذی: وَمَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ :حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ عَبْدِ المَلِكِ، عَنِ الحَسَنِ، قَالَ :إِنْ شَاءَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھا ثواب ملتا ہے، اور جو شخص سونے کی حالت میں نماز پڑھے تو اس کو بیٹھنے والے کے مقابلے میں آدھا ثواب ملتا ہے، ابوعبداللہ (یعنی امام بخاری) نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہاں سونے کی حالت سے مراد لیٹنا ہے (بخاری)

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر محدثین وفقہائے کرام نے فرمایا کہ جو شخص قیام پر قادر ہو، اُس کو سنت ونفل نماز بیٹھ کر پڑھنا تو جائز ہے، لیکن بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو، تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی پورا ہی ثواب ملتا ہے، خواہ فرض نماز ہو، یا سنت ونفل نماز۔

اور بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک جو شخص کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قادر ہو، اُس کو لیٹ کر سنت و نفل نماز پڑھنا جائز نہیں؛ کیونکہ اکثر احادیث میں بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے اجر وثواب کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ میں آدھے اجر وثواب کا مستحق قرار دیا گیا ہے، اور لیٹ کر نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا گیا۔

جبکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک جو شخص کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قادر ہو، اُس کو لیٹ کر سنت و نفل نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ سنت ونفل نمازوں میں دوسری نمازوں کے مقابلہ میں وُسعت وسہولت پائی جاتی ہے، اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری پر بیٹھ کر نفل نماز کا رکوع وسجدہ کے اشارہ کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے، جس کو لیٹ کر نماز پڑھنے کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی وضاحت ہے کہ لیٹ کر نماز پڑھنے والے کو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ملتا ہے؛ اور آدھا ثواب ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ لیٹ کر نفل نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ وھو الاصح عند الشافعی ، قال البغوی: وھو قول الحسن، وھو الأصح والأولی لثبوت السنة فیه. [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الرَّجُلُ صَلَّى صَلَاةَ التَّطَوُّعِ قَائِمًا، وَجَالِسًا، وَمُضْطَجِعًا، "وَاخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي صَلَاةِ المَرِيضِ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ جَالِسًا، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ :إِنَّهُ يُصَلِّي عَلَى جَنْبِهِ الأَيْمَنِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ :يُصَلِّي مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ وَرِجْلَاهُ إِلَى القِبْلَةِ "وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ :فِي هَذَا الحَدِيثِ :مَنْ صَلَّى جَالِسًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ القَائِمِ قَالَ :هَذَا لِلصَّحِيحِ وَلِمَنْ لَيْسَ لَهُ عُذْرٌ، فَأَمَّا مَنْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ فَصَلَّى جَالِسًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ القَائِمِ ، وَقَدْ رُوِيَ فِي بَعْضِ هَذَا الحَدِيثِ مِثْلُ قَوْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ "

[1] اور بعض محدثین نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کے ذیل میں فرمایا کہ اگر کسی ضعیف و بیمار شخص کو فرض

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ملحوظ رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بعض اوقات بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا ثابت ہے، تو بعض

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

نماز کھڑے ہوکر پڑھنے میں تکلیف ومشقت ہوتی ہو، لیکن وہ تکلیف ومشقت برداشت کر کے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر ہو، یعنی کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے بالکل عاجز نہ ہو، تو ایسے شخص کو فرض نماز بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

قال رحمه الله :الحديث الأول فى صلاة التطوع، لأن أداء الفرائض قاعدا مع القدرة على القيام لا يجوز، فإن صلى القادر صلاة التطوع قاعدا، فله نصف أجر القائم، قال سفيان الثورى :أما من له عذر من مرض، أو غيره فصلى جالسا، فله مثل أجر القائم .وهل يجوز أن يصلى التطوع نائما مع القدرة على القيام أو القعود، فذهب بعضهم إلى أنه لا يجوز، وذهب قوم إلى جوازه، وأجره نصف أجر القاعد، وهو قول الحسن، وهو الأصح والأولى لثبوت السنة فيه.وأما الحديث الثانى فى العاجز، إن لم يقدر على القيام، يصلى قاعدا، فإن عجز عن القعود، صلى نائما، ولا نقصان لأجره إن شاء الله .وقيل :الحديث الأول فى صلاة الفرض، وأراد به المريض الذى لو تحامل أمكنه القيام مع شدة المشقة، والزيادة فى العلة، فيجوز له أن يصلى قاعدا، وأجره نصف أجر القائم، ولو تحمل المشقة فقام، تم أجره، وكذلك النائم الذى لو تحامل أمكنه القعود مع شدة المشقة، فله أن يصلى نائما، وله نصف أجر القاعد، ولو قعد تم أجره، ويشبه أن يكون هذا جوابا لعمران، فإنه كان مبسورا، وعلة الباسور ليست بمانعة من القيام فى الصلاة، ولكنه رخص له فى القعود إذا اشتدت عليه المشقة(شرح السنة للبغوى، ج۴ ص ۱۰۹ ،باب صلاة الليل قاعدا)

قوله عن صلاة الرجل قاعدا قال الخطابى كنت تأولت هذا الحديث على أن المراد به صلاة التطوع يعنى للقادر لكن قوله من صلى نائما يفسده لأن المضطجع لا يصلى التطوع كما يفعل القاعد لأنى لا أحفظ عن أحد من أهل العلم أنه رخص فى ذلك قال فإن صحت هذه اللفظة ولم يكن بعض الرواة أدرجها قياسا منه للمضطجع على القاعد كما يتطوع المسافر على راحلته فالتطوع للقادر على القعود مضطجعا جائز بهذا الحديث قال وفى القياس المتقدم نظر لأن القعود شكل من أشكال الصلاة بخلاف الاضطجاع قال وقد رأيت الآن أن المراد بحديث عمران المريض المفترض الذى يمكنه أن يتحامل فيقوم مع مشقة فجعل أجر القاعد على النصف من أجر القائم ترغيبا له فى القيام مع جواز قعوده انتهى وهو حمل متجه ويؤيده صنيع البخارى حيث أدخل فى الباب حديثى عائشة وأنس وهما فى صلاة المفترض قطعا وكأنه أراد أن تكون الترجمة شاملة لأحكام المصلى قاعدا ويتلقى ذلك من الأحاديث التى أوردها فى الباب فمن صلى فرضا قاعدا وكان يشق عليه القيام أجزأه وكان هو ومن صلى قائما سواء كما دل عليه حديث أنس وعائشة فلو تحامل هذا المعذور وتكلف القيام ولو شق عليه كان أفضل لمزيد أجر تكلف القيام فلا يمتنع أن يكون أجره على ذلك نظير أجره على أصل الصلاة فيصح أن أجر القاعد على النصف من أجر القائم ومن صلى النفل قاعدا مع القدرة على القيام أجزأه وكان أجره على النصف من أجر القائم بغير إشكال وأما قول الباجى إن الحديث فى المفترض والمتنفل معا فإن أراد بالمفترض ما قررناه فذاك وإلا فقد أبى ذلك أكثر العلماء وحكى ابن التين وغيره عن أبى عبيد وابن الماجشون وإسماعيل القاضى وبن شعبان والإسماعيلى والداودى وغيرهم أنهم حملوا حديث عمران على المتنفل وكذا نقله الترمذى عن الثورى قال وأما المعذور إذا صلى جالسا فله مثل أجر القائم ثم قال وفى هذا الحديث ما يشهد له يشير إلى ما أخرجه البخارى فى الجهاد من

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعف وکمزوری اور تعب وتھکن کی وجہ سے نفل نماز بیٹھ کرادا فرمائی ہے۔ ۱؎

جبکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاعذر نوافل بیٹھ کرادا کرنے کی صورت میں آدھا ثواب حاصل ہونے کے قاعدے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنٰی تھے (کصوم الوصال) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نوافل ادا کرنے میں بھی پورا ثواب ہی حاصل ہوتا تھا۔ جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے، تو ان کو بلاعذر بیٹھ کر نوافل پڑھنے کی صورت میں آدھا ثواب ہی حاصل ہوتا ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ حديث أبى موسى رفعه إذا مرض العبد أو سافر كتب له صالح ما كان يعمل وهو صحيح مقيم ولهذا الحديث شواهد كثيرة سيأتى ذكرها فى الكلام عليه إن شاء الله تعالى ويؤيد ذلك قاعدة تغليب فضل الله تعالى وقبول عذر من له عذر والله أعلم ولا يلزم من اقتصار العلماء المذكورين فى حمل الحديث المذكور على صلاة النافلة أن لا ترد الصورة التى ذكرها الخطابى وقد ورد فى الحديث ما يشهد لها فعند أحمد من طريق بن جريج عن بن شهاب عن أنس قال قدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينة وهى محمة فحمى الناس فدخل النبى صلى الله عليه وسلم المسجد والناس يصلون من قعود فقال صلاة القاعد نصف صلاة القائم رجاله ثقات وعند النسائى متابع له من وجه آخر وهو وارد فى المعذور فيحمل على من تكلف القيام مع مشقته عليه كما بحثه الخطابى وأما نفى الخطابى جواز التنفل مضطجعا فقد تبعه بن بطال على ذلك وزاد لكن الخلاف ثابت فقد نقله الترمذى بإسناده إلى الحسن البصرى قال إن شاء الرجل صلى صلاة التطوع قائما وجالسا ومضطجعا وقال به جماعة من أهل العلم وأحد الوجهين للشافعية وصححه المتأخرون وحكاه عياض وجها عند المالكية أيضا وهو اختيار الأبهرى منهم واحتج بهذا الحديث.

تنبيه: سؤال عمران عن الرجل خرج مخرج الغالب فلا مفهوم له بل الرجل والمرأة فى ذلك سواء (فتح البارى، ج ۲ ص ۵۸۶، قوله باب صلاة القاعد)

۱؎ عَنْ عَائِشَةَ، "أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّى مِنَ اللَّيْلِ ثَلاثَ عَشْرَةَ سَجْدَةً، وَكَانَ أَكْثَرَ صَلاتِهِ قَائِمًا، فَلَمَّا كَبُرَ وَثَقُلَ، كَانَ أَكْثَرَ صَلَاتِهِ قَاعِدًا (مسند احمد، حديث نمبر ۲۴۷۱۵)

۲؎ مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وتروں کے بعد بطورِ خاص ماہِ رمضان میں دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا سنت ہے، اور اس میں پورا ثواب ملتا ہے، یہ راجح نہیں ہے، تفصیل کے لئے ہماری کتاب "نمازِ وتر کے فضائل واحکام" ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ :حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :صَلاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ ، قَالَ :فَأَتَيْتُهُ، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّى جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِى عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ :مَا لَکَ؟ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ :حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّکَ قُلْتَ :صَلاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ ، وَأَنْتَ تُصَلِّى قَاعِدًا، قَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنِّى لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ(مسلم، حديث نمبر ۷۳۵)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى جَالِسًا قُلْتُ لَهُ حُدِّثْتُ أَنَّکَ تَقُولُ ": صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ "؟ قَالَ " :إِنِّى لَيْسَ كَمِثْلِكُمْ (مسند احمد، حديث نمبر ۶۵۱۲)

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير هلال بن يساف، وأبى يحيى -وهو الأعرج، واسمه مصدع -فمن رجال مسلم. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

متعلقہ مسائل

اب اس سلسلہ میں چند متعلقہ مسائل ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ نمبر۱...... سنت اور نفل نمازوں کو بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، البتہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :لاَ تُوَاصِلُوا قَالُوا :إِنَّکَ تُوَاصِلُ، قَالَ :لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ، وَأُسْقَى، أَوْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَى(بخاری، حدیث نمبر ۱۹۶۱)

قال ابن حجر :ومحله فی غیر نبینا صلی الله علیه وسلم، أما هو فمن خصائصه أن تطوعه غیر قائم کهو قائما ;لأن الکسل مأمون فی حقه .قلت :کونه من الخصائص یحتاج إلی دلیل آخر، وإلا فظاهر البشریة أنه یشارک نوعه، نعم هو مأمون من الکسل المانع عن العبادة المفروضة علیه، وأما أمته من مطلق الکسل فمحل بحث مع أنه لا یلزم من عدم الکسل عدم الضعف والعذر أعم منهما ;إذ ثبت أنه تورمت قدماه من الصلاة فنزلت :(طه -ما أنزلنا علیک القرآن لتشقی) (طه: ۱،۲)أی :لتتعب، وقد روی الترمذی عن عائشة :أن النبی صلی الله علیه وسلم لم یمت حتی کان أکثر صلاته، أی النافلة وهو جالس ، وروی عنها أیضا أنه علیه الصلاة والسلام کان إذا لم یصل باللیل منعه من ذلک النوم، أو غلبته عیناه صلی من النهار اثنتی عشرة رکعة .وقد قال تعالی :(قل إنما أنا بشر مثلکم) (الکهف:۱۱۰) فلا بد للتخصیص من دلیل قاطع وإلا فالأصل مشارکته علیه الصلاة والسلام مع أمته فی الأحکام، نعم الحدیث الآتی فی أول الفصل الثالث یدل علی اختصاصه بأن ثوابه لا ینقص، وهو یحتمل أنه أعم من أن یکون بعذر أو بغیر عذر، ویحتمل أن یکون محمولا علی أنه لم یصل قاعدا بغیر عذر أبدا، فلا یکون مثل غیره ;لأن غیره قد یصلی قاعدا بغیر عذر والله أعلم (مرقاة، جزء۳، صفحه ۹۳۶، کتاب الصلاة، باب القصد فی العمل)

(قلت :حدثت یا رسول الله) ، أی :حدثنی الناس (أنک قلت " :صلاة الرجل قاعدا علی نصف الصلاة ") :وکذا هنا بلفظ " :علی "("وأنت تصلی قاعدا ") : ومن المعلوم أن أعمالک لا تکون إلا علی وجه الأکمل وطریق الأفضل، فهل تحدیثهم صحیح وله تأویل صریح أم لا؟ (قال " :أجل ") ، أی :نعم الحدیث ثابت، أو نعم قد قلت ذلک .("ولکنی لست کأحد منکم ") : یعنی هذا من خصوصیاتی أن لا ینقص ثواب صلواتی علی أی وجه تکون من جلواتی، وذلک فضل الله یؤتیه من یشاء ، قال تعالی :(وکان فضل الله علیک عظیما(مرقاة ج۳ص ۹۳۹، کتاب الصلاة، باب القصد فی العمل)

فإن قیل احتمال کونهما رکعتی الفجر بعید، لأنه لم ینقل أنه صلی الرواتب جالساً.قلنا :قد ورد ما یدل علی أن المراد بصلاتهما جالساً إنما هو حال القراء ة فیهما فقد أخرج ابن خزیمة فی (صحیحه) من طریق یحیی بن أبی کثیر عن أبی سلمة عن عائشة رضی الله عنها أنها سئلت عن صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت:(کان یصلی ثلاث عشرة، یصلی ثمان رکعات ثم یوتر ثم یصلی رکعتین وهو جالس فإذا أراد أن یرکع قام فرکع) وهذه الزیادة تقید الروایات المطلقة عن عائشة رضی الله عنها وهی صحیحة الإسناد فتعین المصیر إلی ما دلت علیه وذلک بحمل المطلق علی المقید .وقد ثبت فی الصحیح أن النبی صلی الله علیه وسلم صلی النافلة قاعداً، وأنه قال لعبد الله بن عمرو لما سأله عن ذلک، وذکر له حدیث صلاة القاعد علی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کوئی عذر نہ ہو، تو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہوکر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ثواب ہے۔

اور اگر کوئی کھڑے ہوکر پڑھنے کی قدرت نہ رکھے، تو اسے بیٹھ کر پڑھنے میں بھی پورا ہی ثواب ملتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النصف من صلاة القائم قال:(أجل ولكنى لست كأحدكم) فعرف أنه يختص بكون صلاته النافلة عن قعود يقع له ثوابها تاماً لا على النصف كغيره ممن يصلى النافلة عن قعود بلا عذر، فلو حمل صلاة الركعتين اللتين بعد الوتر جالساً فى جميعها لم يقدح فى كونهما راتبة الفجر.وقد جنح القرطبى فى (المفهم) إلى أن المراد بالركعتين اللتين صلاهما بعد الوتر ركعتا الفجر، قال :(وقول عائشة رضى الله عنها(ثم يصلى ركعتين بعدما يسلم معناه أنه كان يسلم من وتره وهو قاعد، وأرادت بذلک الإخبار بمشروعية السلام، ولم ترد أنه صلى ركعتى الفجر فتهجد)انتهى، ولا يخفى تعسفه(كشف الستر عن حكم الصلاة بعد الوتر لابن حجر، ص۷۴تا۷۶)

(قوله أجر غير النبى -صلى الله عليه وسلم -) أما النبى -صلى الله عليه وسلم -فمن خصائصه أن نافلته قاعدا مع القدرة على القيام كنافلته قائما؛ ففى صحيح مسلم عن عبد الله بن عمرو قلت :حدثت يا رسول الله أنک قلت :صلاة الرجل قاعدا على نصف الصلاة وأنت تصلى قاعدا، قال :أجل، ولكنى لست كأحد منكم بحر ملخصا :أى لأنه تشريع لبيان الجواز؛ وهو واجب عليه(ردالمحتار، ج۲ص۳۷، كتاب الصلاة)

(وعن عائشة قالت :كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بواحدة) ، أى :مع شفع قبلها جمعا بينه وبين الأحاديث السالفة، (ثم يركع) ، أى :يصلى (ركعتين يقرأ فيهما وهو جالس، فإذا أراد أن يركع قام فركع) : قال ابن حجر :لا ينافى ما قبله ;لأنه كان تارة يصليهما فى جلوس من غير قيام، وتارة يقوم عند إرادة الركوع اهـ .ولعله كان كله قبل قوله -عليه الصلاة والسلام " :اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا "أو فعله لبيان الجواز(مرقاة، ج۳ص۹۵۷، كتاب الصلاة، باب الوتر)

۱؎ وَذٰلِکَ عِنْدَنَا وَاللهُ أَعْلَمُ عَلَى الْمُصَلِّى تَطَوُّعًا قَاعِدًا وَهُوَ يُطِيقُ أَنْ يُصَلِّيَ قَائِمًا، فَيَكُونُ لَهُ بِذٰلِکَ نِصْفُ مَا يَكُونُ لَهُ لَوْ صَلَّى قَائِمًا ,وَلَيْسَ هُوَ عَلَى صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَهُوَ لَا يُطِيقُ الْقِيَامَ، ذٰلِکَ صَلَاتُهُ قَاعِدًا فِيمَا يُكْتَبُ لَهُ مِنَ الثَّوَابِ بِهَا كَصَلَاتِهِ إِيَّاهَا قَائِمًا ;لِأَنَّهُ هَاهُنَا قَدْ قَصَدَ إِلَى الْقِيَامِ وَقَصَّرَ بِهِ عَنْهُ فَاسْتَحَقَّ مِنَ الثَّوَابِ مَا يَسْتَحِقُّهُ لَوْ صَلَّاهَا قَائِمًا ,فَكَانَ إِذَا كَانَ يُطِيقُ الْقِيَامَ فَصَلَّى قَاعِدًا قَدْ تَرَکَ الْقِيَامَ اخْتِيَارًا فَلَمْ يُكْتَبْ لَهُ ثَوَابُهُ , وَكُتِبَ لَهُ ثَوَابُ الْمُصَلِّى قَاعِدًا عَلَى صَلَاتِهِ كَذٰلِکَ (شرح مشكل الآثار للطحاوى، تحت رقم حديث ۱۶۹۴، بَابٌ بَيَانُ مُشْكِلِ مَا رُوِىَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِى كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ الخ)

الوقوف والقعود فى صلاة التطوع:يجوز التطوع قاعدا مع القدرة على القيام؛ لأن التطوع خير دائم، فلو ألزمناه القيام يتعذر عليه إدامة هذا الخير.ولأن كثيرا من الناس يشق عليه طول القيام، فلو وجب فى التطوع لترک أكثره، فسامح الشارع فى ترک القيام فيه ترغيبا فى تكثيره كما سامح فى فعله على الراحلة فى السفر.والأصل فى جواز النفل قاعدا مع القدرة على القيام ما روت عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى جالسا، فيقرأ وهو جالس، فإذا بقى من قراء ته قدر ما يكون ثلاثين أو أربعين آية، قام فقرأ وهو قائم، ثم ركع، ثم سجد، ثم يفعل فى الركعة الثانية مثل ذلک.وقد روى من طريق آخر ما يفيد التخيير فى الركوع والسجود بين القيام والقعود، حيث فعل الرسول صلى الله عليه وسلم الأمرين، كما زادت عائشة :أنها لم تر رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى صلاة الليل قاعدا قط حتى أسن، فكان يقرأ قاعدا حتى إذا أراد أن يركع قام فقرأ نحوا من ثلاثين آية أو أربعين آية ثم ركع وعنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى ليلا طويلا قائما، وليلا طويلا قاعدا، وكان إذا قرأ وهو قائم ركع وسجد وهو قائم، وإذا قرأ وهو قاعد ركع وسجد وهو قاعد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ص۱۶۱،و ص۱۶۲، مادة"صلاة التطوع")

جہاں تک لیٹ کر نماز پڑھنے کا تعلق ہے، تو اکثر فقہائے کرام کے نزدیک بلاعذر لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک جس طرح کھڑے ہونے پر قدرت ہونے کے باوجود بیٹھ کر سنت ونفل نماز پڑھنا جائز ہے، اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قدرت ہوتے ہوئے لیٹ کر سنت ونفل نماز پڑھنا بھی جائز ہے، البتہ لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں ثواب بیٹھ کر نماز پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ملتا ہے (وهو قول الحسن وهو الاصح عند الشافعية كما مر) ۱؎

مسئلہ نمبر۲...... اگر کسی نے سنت یا نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی، اور پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے درمیان میں یہ چاہے کہ باقی نماز بیٹھ کر پوری کرے، تو جمہور فقہائے کرام کے نزدیک اس کو ایسا کرنا جائز

۱؎ (ولا يصح) النفل (من مضطجع لغير عذر) لعموم الأدلة على افتراض الركوع والسجود والاعتدال عنهما، ولم ينقل عنه -صلى الله عليه وسلم -فعل ذلك ليخصص به العموم (و) التنفل (له) أى لعذر مضطجعا (يصح) كالفرض وأولى (ويسجد) المتنفل مضطجعا (إن قدر عليه) أى على السجود (وإلا) بأن لم يقدر على السجود (أومأ) به لحديث إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم (كشاف القناع عن متن الاقناع، ج ۱ ص ۴۴۱، كتاب الصلاة، باب صلاة التطوع)

الصلاة مضطجعا : وأما صلاة التطوع مضطجعا فظاهر قول أصحاب أبى حنيفة عدم الجواز لعموم الأدلة على افتراض الركوع والسجود والاعتدال عنهما .وقول الجواز مروى عن الحسن البصرى لقوله صلى الله عليه وسلم :من صلى نائما فله نصف أجر القاعدوقد قال الحسن :إن شاء الرجل صلى صلاة التطوع قائما أو جالسا أو مضطجعا وقال ابن تيمية :التطوع مضطجعا لغير عذر لم يجوزه إلا طائفة قليلة من أصحاب الشافعى وأحمد، ولم يبلغنا عن أحد منهم أنه صلى مضطجعا بلا عذر، ولو كان هذا مشروعا لفعلوه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ ص ۱۶۳ ، مادة"صلاة التطوع")

ولو تنفل مضطجعا بالإيماء بالرأس مع قدرته على القيام والقعود فوجهان(أحدهما)لا تصح صلاته لأنه يذهب صورتها بغير عذر وهذا أرجحهما عند إمام الحرمين والثانى وهو الصحيح صحتها لحديث عمران ولو صلى النافلة قاعدا أو مضطجعا للعجز عن القيام والقعود فثوابه ثواب القيام بلا خلاف كما فى صلاة الفرض قاعدا أو مضطجعا للعجز فإن ثوابها ثواب القائم بلا خلاف والحديث ورد فيمن يصلى النفل قاعدا أو مضطجعا مع قدرته على القيام يستوى فيما ذكرناه جميع النوافل المطلقة والراتبة(المجموع شرح المهذب، ج۳ص ۲۷۵، كتاب الصلاة،مسائل تتعلق بالقيام)

القيام فى النوافل :اتفق الفقهاء على جواز التنفل قاعدا لعذر أو غير عذر، أما الاضطجاع فقد ذهب الحنفية والمالكية والحنابلة ومقابل الأصح عند الشافعية إلى أنه لا يجوز للقادر على القيام أو الجلوس أن يصلى النفل مضطجعا إلا لعذر، وذهب الشافعية إلى جواز التنفل مضطجعا مع القدرة على القيام فى الأصح، لحديث عمران بن الحصين أنه سأل النبى صلى الله عليه وسلم عن صلاة الرجل قاعدا قال :من صلى قائما فهو أفضل ومن صلى قاعدا فله نصف أجر القائم، ومن صلى نائما فله نصف أجر القاعد.

والأفضل أن يصلى على شقه الأيمن فإن اضطجع على الأيسر جاز ويلزمه أن يقعد للركوع والسجود قيل : يومء بهما أيضا(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴ص ۱۰۹ ، مادة"قيام")

ہے، کیونکہ جس طرح اسے شریعت نے نماز شروع کرتے وقت قیام کرنے اور بیٹھ کرنماز پڑھنے کا اختیار دیا ہے، اسی طرح سے اس کو نماز شروع کرنے کے بعد بھی اختیار حاصل ہے۔

اور اگر اس کے برعکس کسی نے سنت یا نفل نماز بیٹھ کر شروع کی، اور پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے درمیان میں یہ چاہے کہ باقی نماز کھڑے ہو کر پوری کرے، تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۳۳...... بیٹھ کر نفل وسنت نماز پڑھنے کی صورت میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہے، جو نماز کے قعدہ اور تشہُّد کی حالت میں بیٹھنے کا ہے؛ البتہ اگر کوئی چوکڑی مار کر بیٹھے تو بھی جائز ہے۔ ۲؎

۱؎ جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک کھڑے ہو کر نماز شروع کرنے کے بعد بیٹھ کر نماز پوری کرنا مکروہ ہے۔
یاد رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت کے مطابق فجر کی سنتوں کو بلاعذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔

الجمع بين القيام والجلوس فى الركعة الواحدة فى صلاة التطوع :ذهب جمهور الفقهاء إلى أن للمصلى تطوعا القيام إذا ابتدأ الصلاة جالسا، لحديث عائشة رضى الله عنها :أنها لم تر رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى صلاة الليل قاعدا قط حتى أسن، فكان يقرأ قاعدا حتى إذا أراد أن يركع قام فقرأ نحوا من ثلاثين أو أربعين آية، ثم ركع .ويجوز للمصلى أيضا أن يصلى بعض الركعة قائما ثم يجلس أو العكس .وذهب أبو يوسف ومحمد إلى كراهة القعود بعد القيام، ومنع أشهب الجلوس بعد أن نوى القيام(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴ص ۱۰۹ الى ص ۱۱۰، مادة"قيام")

ولو افتتح التطوع قائما ثم أراد أن يقعد من غير عذر فله ذلك عند الحنابلة، وهو قول أبى حنيفة استحسانا؛ لأنه متبرع وهو مخير بين القيام والقعود فى الابتداء فكذا بعد الشروع؛ لأنه متبرع أيضا .وعند أبى يوسف ومحمد لا يجوز، وهو القياس؛ لأن الشروع ملزم كالنذر، ولو نذر أن يصلى ركعتين قائما لا يجوز له القعود من غير عذر، فكذا إذا شرع قائما.ولو افتتح التطوع قاعدا فأدى بعضها قاعدا، وبعضها قائما أجزأه لحديث عائشة المتقدم، فقد انتقل من القعود إلى القيام، ومن القيام إلى القعود، فدل على أن ذلك جائز فى صلاة التطوع .وقد نقل عن أبى حنيفة عدم جواز صلاة سنة الفجر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ص ۱۶۲، مادة"صلاة التطوع")

وروى الحسن عن أبى حنيفة أن من صلى ركعتى الفجر قاعدا من غير عذر لا يجوز، وكذا لو صلاها على الدابة من غير عذر وهو يقدر على النزول لاختصاص هذه السنة بزيادة توكيد وترغيب بتحصيلها، وترهيب وتحذير على تركها فالتحقت بالواجبات كالوتر(بدائع الصنائع، ج ۱ص ۲۹۰،فصل فى سنن صلاة التراويح)

۲؎ البتہ افضل طریقہ کون سا ہے؟ اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

أما كيفية القعود فى التطوع فقد اختلف فيها :فذهب المالكية والحنابلة والشافعية فى قول -وهو رواية عن أبى يوسف ومحمد -إلى أنه يستحب للمتطوع جالسا أن يكبر للإحرام متربعا ويقرأ، ثم يغير هيئته للركوع أو السجود على اختلاف بينهم، وروى ذلك عن ابن عمر وأنس رضى الله عنهم .كما روى عن ابن سيرين ومجاهد وسعيد بن جبير والثورى وإسحاق رحمهم الله.ويرى أبو حنيفة ومحمد -فيما نقله الكرخى عنه - تخيير المتطوع فى حالة القراء ة بين القعود والتربع والاحتباء .وعن أبى يوسف أنه يحتبى، هذا ما اختاره الإمام خواهر زاده؛ لأن عامة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى آخر العمر كان محتبيا؛ ولأنه يكون أكثر توجها بأعضائه إلى القبلة.وقال زفر :يقعد فى جميع الصلاة كما فى التشهد، هذا ما اختاره السرخسى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۴...... اگر کوئی شخص سواری پر سفر کر رہا ہو اور وہ شرعی مسافر ہو، تو اس کو تو تمام فقہائے کرام کے نزدیک بلاشبہ چلتی ہوئی سواری پر بیٹھے بیٹھے نفل نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ کئی احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کی حالت میں سواری پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

اور جو شخص سواری پر سوار ہو، اور وہ شہر و آبادی سے باہر ہو، لیکن شرعی اعتبار سے مسافر نہ ہو، تو اس کو بھی اکثر فقہائے کرام کے نزدیک چلتی سواری پر بیٹھے بیٹھے نفل نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ کئی احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ منورہ سے باہر عام سفر میں سواری پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

اور جو شخص مقیم ہونے کی حالت میں آبادی و شہر کی حدود میں سواری پر سوار ہو تو اس کو دیگر فقہائے کرام کے نزدیک سواری پر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ عام طور پر احادیث میں سفر ہی میں سواری پر نماز پڑھنے کا ذکر ملتا ہے، البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو سواری پر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ بعض احادیث میں سفر کی قید اور شرط کے بغیر سواری پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الفقيه أبو الليث :وعليه الفتوى لأنه المعهود شرعا في الصلاة .وقال الشافعية في أصح الأقوال :إن المتطوع يقعد مفترشا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱ ص ۱۶۲، التربع في صلاة التطوع، مادة تربع)

وكيفية القعود في النفل كالمتشهد، على المختار وعليه الفتوى عند الحنفية والشافعية، ويندب التربع عند المالكية والحنابلة .ويجوز للقادر على القيام إتمام نفله قاعداً، بعد افتتاحه قائماً، بلا كراهة على الأصح (الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُه لوَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِي، ج۲، ص ۱۰۶۹، القسم الاول: العبادات، الباب الثاني: الصلاة، الفصل الثامن: النوافل أو صلاة التطوع، أحكام فرعية لصلاة النافلة)

[۲] اور جن روایات میں سفر میں پڑھنے کا ذکر پایا جاتا ہے وہ اس کے منافی نہیں ہیں، کیونکہ شہر و آبادی سے باہر اور سفر میں بدرجہ اولیٰ جائز ہے، اور سواری پر سوار ہونے کی صورت میں جس طرح آبادی سے باہر اور سفر میں نوافل ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح آبادی میں بھی ہوتی ہے، خاص کر جبکہ آبادی بھی وسیع ہو، اور کسی شخص کا آبادی کی حدود میں سواری پر چلنے کا زیادہ مشغلہ ہو، اور عدمِ جواز کی صورت میں بہت سے لوگ نوافل سے محروم ہو جائیں گے، اور نوافل میں توسع کا تقاضا بھی یہی ہے، بالخصوص جبکہ نفل نماز کے لیٹ کر پڑھنے کو بھی جائز قرار دیا جائے، كما هو الاصح عند الشافعي والراجح عندنا.

اتفق الفقهاء على أنه يجوز للمسافر صلاة النفل على الراحلة حيثما توجهت به .والدليل على ذلك قول الله تعالى :(ولله المشرق والمغرب فأينما تولوا فثم وجه الله قال ابن عمر -رضي الله تعالى عنهما :-نزلت في التطوع خاصة، وعن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسبح على ظهر راحلته حيث كان وجهه وعن جابر -رضي الله عنه -كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي على راحلته حيث توجهت، فإذا أراد الفريضة نزل فاستقبل القبلة. وأجمعوا على أن صلاة التطوع على الراحلة في السفر الطويل الذي تقصر فيه الصلاة جائزة .وأما السفر القصير، وهو ما لا يباح فيه القصر فإن الصلاة على الراحلة جائزة عند الحنفية والشافعية والحنابلة، وهو قول الأوزاعي والليث والحسن بن حيي.وقال مالك :لا يباح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۵......سواری پر نفل اور سنت (خواہ مؤکدہ ہوں، یا غیر مؤکدہ) دونوں قسم کی نمازیں پڑھنا جائز ہے، اور جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک وتر کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سواری پر بلا عذر وتر کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق فجر کی سنتوں کا بھی یہی حکم ہے۔ [1]

مسئلہ نمبر۶......سفر خواہ دینی کام کے لئے ہو، یا دنیاوی کام کے لئے، ہر ایک قسم کے سفر میں سواری پر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾إلا فى سفر طويل؛ لأنه رخصة سفر فاختص بالطويل كالقصر .واستدل الأولون بالآية المذكورة، وقول ابن عمر فيها، وحديثه الذى قال فيه :إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر على البعير .والمشهور عند الحنفية :أنه لا يشترط السفر وإنما قيدوا جواز النفل .على الراحلة بما إذا كان المصلى خارج المصر محل القصر، أى فى المحل الذى يجوز للمسافر قصر الصلاة فيه .وأجاز أبو يوسف من الحنفية التنفل على الراحلة فى المصر وقال :حدثنى فلان -وسماه -عن سالم عن ابن عمر -رضى الله عنهما -أن النبى صلى الله عليه وسلم ركب الحمار فى المدينة يعود سعد بن عبادة -رضى الله تعالى عنهما -وكان يصلى وهو راكب وأجاز ذلك محمد مع الكراهة مخافة الغلط لما فى المصر من كثرة اللغط .كما أجاز التنفل على الدابة فى المصر بعض الشافعية كأبى سعيد الإصطخرى والقاضى حسين وغيرهما، وكان أبو سعيد الإصطخرى محتسب بغداد يطوف السكك وهو يصلى على دابته (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧، ص٢٢٨، ص٢٢٩، مادة صلاة، الصلاة على الراحلة)

وأما صلاة التطوع فإنه تجوز على الدابة كيفما كان الراكب مسافرا أو غير مسافر بعد أن يكون خارج المصر وإن كان قادرا على النزول ،وهذا قول عامة العلماء .وقال بعضهم لا يجوز إلا فى حق المسافر فأما فى حق من خرج إلى بعض القرى فلا يجوز لأن الحديث ورد فى السفر والصحيح قول عامة العلماء لما روى أنه عليه السلام خرج إلى خيبر وكان يصلى على الدابة تطوعا وليس بين المدينة وخيبر مدة سفر.

وأما التطوع على الدابة فى المصر فلا يجوز فى ظاهر الرواية ،وعن أبى يوسف يجوز استحسانا (تحفة الفقهاء، ج١، ص١٥٥، كتاب الصلاة، فصل ثم الصلاة على الراحلة)

ولم يذكر فى ظاهر الرواية التطوع على الدابة فى المصر.قال الحاكم فى الكتاب :قال أبو حنيفة رحمه الله: لا يصلى النافلة على الدابة فى المصر، وقال أبو يوسف :لا بأس بذلك، قال شمس الأئمة الحلوانى رحمه الله :قال فى الكتاب :لا يصلى النافلة على الدابة فى المصر، ولكن لم يذكر أنه لو صلى يجزئه .وذكر الفقيه أبو جعفر فى غريب الروايات ، وقال :إنى لا أعرف مذهب أبى حنيفة فى هذه المسألة، وذكر شمس الأئمة السرخسى رحمه الله فى الهارونيات أنه لا يجوز التطوع على الدابة فى المصر عند أبى حنيفة، وعند أبى يوسف لا بأس به، وعند محمد يجوز ويكره(المحيط البرهانى ج٢ ص٥٤،الفصل الثالث والعشرون فى الصلاة على الدابة)

[1] والتطوع الجائز على الراحلة يشمل النوافل المطلقة والسنن الرواتب والمعينة والوتر وسجود التلاوة، وهذا عند جمهور الفقهاء المالكية والشافعية والحنابلة.واستدلوا بأن النبى صلى الله عليه وسلم كان يوتر على بعيره، وكان يسبح على بعيره إلا الفرائض.وعند الحنفية ما يعتبر واجبا عندهم من غير الفرائض كالوتر لا يجوز على الراحلة بدون عذر، وكذلك سجدة التلاوة وعن أبى حنيفة :أنه ينزل عن دابته لسنة الفجر؛ لأنها آكد من سائر السنن الرواتب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧، ص٢٢٩، مادة صلاة، الصلاة على الراحلة)

نفل نماز پڑھنا جائز ہے ”وھو مذھب الحنفیة“

البتہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک جو سفر گناہ کے لئے ہو، مثلاً چوری کرنے یا ڈاکہ ڈالنے کے لئے، اس میں یہ اجازت نہیں ”وھو قول الفقھاء الثلاثة غیر الحنفیة“ [1]

مسئلہ نمبر ۷...... سواری جس قسم کی بھی ہو، خواہ اونٹ کی ہو یا گھوڑے کی یا خچر کی یا گدھے کی، ہر ایک پر سوار ہونے کی حالت میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

اور یہی حکم آج کل کی سواریوں کا بھی ہے، جن میں جہاز، ریل، بس، کار وغیرہ بھی داخل ہیں۔ [2]

مسئلہ نمبر ۸...... اگر کوئی سواری پر سفر نہ کر رہا ہو، بلکہ پیدل سفر کر رہا ہو، تو اُس کو چلنے کی حالت میں نفل نماز پڑھنا بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک جائز نہیں، کیونکہ اس طرح پیدل چلنے کی حالت میں نفل نماز کا پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ [3]

---

[1] وتجوز الصلاة على الراحلة تطوعا في السفر الواجب والمندوب والمباح، كسفر التجارة ونحوه، عند أبي حنيفة ومالك والشافعي .ولا يباح في سفر المعصية :كقطع الطريق، والتجارة في الخمر والمحرمات عند مالك والشافعي وأحمد؛ لأن الترخص شرع للإعانة على تحصيل المباح فلا يناط بالمعصية .وقال أبو حنيفة والثوري والأوزاعي :له ذلك؛ لأنه مسافر، فأبيح له الترخص كالمطيع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۲۹، وص ۲۳۰، مادة صلاة، الصلاة على الراحلة)

[2] وتجوز الصلاة للمسافر على البعير والفرس والبغل والحمار ونحو ذلك، ولو كان الحيوان غير مأكول اللحم، ولا كراهة هنا لمسيس الحاجة إليه، ولأنه صح أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي على حماره النفل، غير أنه يشترط أن يكون ما يلاقي بدن المصلي على الراحلة وثيابه من السرج، والمتاع، واللجام طاهرا .وهذا كما يقول الشافعية، والحنابلة، وعامة مشايخ الحنفية كما ذكر في الأصل.

وعن أبي حفص البخاري ومحمد بن مقاتل الرازي :أنه إذا كانت النجاسة في موضع الجلوس أو في موضع الركابين أكثر من قدر الدرهم لا تجوز، ولو كان على السرج نجاسة فسترها لم يضر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۲۹، مادة صلاة، الصلاة على الراحلة)

[3] البتہ حنابلہ کے نزدیک اور شافعیہ کے اصح قول کے مطابق پیدل چلنے کی حالت میں فی الجملہ نفل نماز جائز ہے، ولكل من المذهبين في المسألة تفصيل.

مذهب أبي حنيفة، ومالك، وإحدى الروايتين عن أحمد، وهو كلام الخرقي من الحنابلة :أنه لا يباح للمسافر الماشي الصلاة في حال مشيه، لأن النص إنما ورد في الراكب، فلا يصح قياس الماشي عليه، لأنه يحتاج إلى عمل كثير، ومشي متتابع ينافي الصلاة فلم يصح الإلحاق .ومذهب عطاء ، والشافعي، وهو ثانية الروايتين عن أحمد اختارها القاضي من الحنابلة :أن له أن يصلي ماشيا قياسا على الراكب، لأن المشي إحدى حالتي سير المسافر، ولأنهما استويا في صلاة الخوف فكذا في النافلة .والمعنى فيه أن الناس محتاجون إلى الأسفار، فلو شرطا فيها الاستقبال للتنفل لأدى إلى ترك أورادهم أو مصالح معايشهم.

ومذهب الحنابلة، والأصح عند الشافعية :أن عليه أن يستقبل القبلة لافتتاح الصلاة، ثم ينحرف إلى جهة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر۹ ...... چلتی سواری پر سنت ونفل نماز پڑھنے کے جائز ہونے کی صورت میں اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز ہے۔البتہ سجدہ کا اشارہ رکوع سے زیادہ جھک کر کرنا چاہئے،تاکہ رکوع وسجدہ کی حالتوں میں امتیاز ہوجائے۔ [1]

اورسواری پر سنت ونفل نماز پڑھنے کی صورت میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا بھی ضروری نہیں، بلکہ جس طرف کو سواری جارہی ہے،اور سفر کرنے والے کا رخ ہے،اسی طرف منہ کرکے اشارہ سے رکوع وسجدے کے ساتھ نفل نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ ایسی صورت میں اسی سمت کو شریعت نے قبلہ کا حکم دے دیا ہے۔ [2]

البتہ اگر نماز شروع کرتے یعنی تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنا ممکن ہو،تو اس وقت قبلہ کی طرف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾سیرہ، قال الشافعیة :ولا یلزمه الاستقبال فی السلام علی القولین (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۴، ص۷۵، استقبال المتنفل علی الراحلة فی السفر، مادة "استقبال")

ذهب الشافعیة والحنابلة فی الجملة إلی جواز التنفل ماشیا ولکل من المذهبین فی المسألة تفصیل :فقال الشافعیة :یجوز التنفل ماشیا، وعلی الراحلة سائرة إلی جهة مقصده فی السفر الطویل، وکذا القصیر علی المذهب، ولا یجوز فی الحضر علی الصحیح بل لها فیه حکم الفریضة فی کل شیء إلا القیام، وقال الإصطخری :یجوز للراکب والماشی فی الحضر مترددا فی جهة مقصده، واختار القفال الجواز بشرط الاستقبال فی جمیع الصلاة.وقال الحنابلة :تصح الصلاة بدون الاستقبال لمتنفل راکب وماش فی سفر غیر محرم ولا مکروه، ولو کان السفر قصیرا لقوله تعالی :(ولله المشرق والمغرب فأینما تولوا فثم وجه الله، قال ابن عمر رضی الله عنهما :نزلت فی التطوع خاصة، ولما ورد أن ابن عمر کان یصلی فی السفر علی راحلته أینما توجهت یومء، وذکر عبد الله أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یفعله، وکان ابن عمر رضی الله عنهما یفعله، ولم یفرق بین طویل السفر وقصیره، وألحق الماشی بالراکب لأن الصلاة أبیحت للراکب لئلا ینقطع عن القافلة فی السفر وهو موجود فی الماشی.ولا تجوز صلاة الماشی عند الحنفیة والمالکیة (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۷، ص۳۳۷،وص۳۳۸، التنفل ماشیا، مادة "مشی")

[1] من جازت له الصلاة علی الراحلة فإنه یومء فی صلاته بالرکوع والسجود، ویجعل سجوده أخفض من رکوعه، قال جابر :بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حاجة فجئت وهو یصلی علی راحلته نحو المشرق، والسجود أخفض من الرکوع.وروی البخاری :أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی السفر علی راحلته حیث توجهت به یومء إیماء صلاة اللیل إلا الفرائض.قال ابن عرفة من المالکیة :من تنفل فی محمله فقیامه تربع، ویرکع کذلک ویداه علی رکبتیه فإذا رفع رفعهما، ویومء بالسجود وقد ثنی رجلیه، فإن لم یقدر أومأ متربعا (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۷، ص۲۳۳، کیفیة الصلاة علی الراحلة، مادة "صلاة")

[2] اوراگر ایسی سیٹ پر بیٹھ کر سفر کررہا ہو کہ سیٹ کا رخ دوسری سمت میں ہو، جبکہ وہ سواری کسی اور سمت میں جارہی ہو، جیسا کہ آج کل ریل اور بعض بسوں میں ہوتا ہے،تو قواعد کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرف کہ رخ کرکے بیٹھا ہوا ہو،اسی طرف رخ کرکے نفل نماز پڑھنا جائز ہوگا۔

اتفق الفقهاء علی جواز التنفل علی الراحلة فی السفر لجهة سفره ولو لغیر القبلة ولو بلا عذر، لأنه صلی الله علیه وسلم :کان یصلی علی راحلته فی السفر حیثما توجهت به وفسر قوله تعالی :(فأینما تولوا فثم وجه الله) بالتوجه فی نفل السفر (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۴، ص۷۵، مادة "استقبال")

رُخ کرنا بعض فقہاء کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ ۱؎

مسئلہ نمبر۱۰...... فرض نماز کے لئے بشرطِ قدرت قیام کرنا، قبلہ کی طرف رخ کرنا اور پورا رکوع وسجدہ کرنا ضروری ہے۔ اس لئے چلتی سواری پر جب تک قیام، رکوع وسجود اور قبلہ کی طرف رُخ کرنے پر قدرت ہو، اُس وقت فرض نماز کو ان ارکان کی ادائیگی کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ ۲؎

تلک عشرة کاملة

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۴/ ذوالقعدة/۱۴۳۳ھ 22/ستمبر/2012ء بروز ہفتہ ادارہ غفران، راولپنڈی

۱؎ مصلى النافلة على الراحلة لا يلزمه استقبال القبلة، بل يصلى حيثما توجهت الدابة أو صوب سفره كما يقول المالكية، وتكون هذه عوضا عن القبلة، وقد كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى على راحلته حيث توجهت به، أى جهة مقصده، فإذا أراد الفريضة نزل فاستقبل القبلة والحكمة فى التخفيف على المسافر :أن الناس محتاجون إلى الأسفار .فلو شرط فيها الاستقبال لأدى إلى ترك أورادهم أو مصالح معايشهم.
غير أن المصلى إذا أمكنه افتتاح الصلاة إلى القبلة، وهذا إذا كانت الدابة سهلة غير مقطورة بأن كانت واقفة أو سائرة وزمامها بيده فإنه يجب عليه استقبال القبلة عند الإحرام، وهذا عند الشافعية .وهو رواية عند الحنابلة ورأى ابن حبيب من المالكية، ورواية ابن المبارك من الحنفية -واستدلوا بما رواه أنس :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا سافر فأراد أن يتطوع استقبل بناقته القبلة فكبر ثم صلى حيث وجهه ركابه، ولأنه أمكنه استقبال القبلة فى ابتداء الصلاة فلزمه ذلك كالصلاة كلها .وفى قول عند الشافعية: يشترط الاستقبال فى السلام -أيضا -لأنه آخر طرفى الصلاة فاشترط فيه ذلك .والرواية الثانية عند الحنابلة -وهو قول عند الشافعية :-لا يلزمه ذلك يعنى فى السلام لأن الافتتاح جزء من أجزاء الصلاة.
فأشبه سائر أجزائها؛ ولأن ذلك لا يخلو من مشقة فسقط شرط الاستقبال فى السلام.وعند الحنفية يستحب ذلك ولا يجب، وإن لم يسهل استقبال القبلة بأن كانت الدابة سائرة وهى مقطورة، ولم يسهل انحرافه عليها أو كانت جموحا لا يسهل تحريفها فلا يجب الاستقبال؛ لما فى ذلك من المشقة واختلال أمر السير عليه، فيحرم إلى جهة سيره .وفى قول عند الشافعية :يجب عليه الاستقبال مطلقا سواء سهل عليه ذلك أم لا، فإن تعذر لم تصح صلاته. وإن كان المصلى على الراحلة فى مكان واسع كمحمل واسع وهودج ويتمكن من الصلاة إلى القبلة والركوع والسجود فعليه استقبال القبلة فى صلاته ويسجد على ما هو عليه إن أمكنه ذلك؛ لأنه كراكب السفينة، وقال أبو الحسن الآمدى :يحتمل أن لا يلزمه شىء من ذلك كغيره لأن الرخصة العامة تعم ما وجدت فيه المشقة وغيره . هذا بالنسبة للتطوع، أما بالنسبة للفريضة فإنه يجوز ترك الاستقبال للعذر،فقط،على ما سبق بيانه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۳۱، وص ۲۳۲، مادة "صلاة")

۲؎ الأصل أن صلاة الفريضة على الراحلة لا تجوز إلا لعذر، فعن جابر بن عبد الله -رضى الله عنه -أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى على راحلته نحو المشرق فإذا أراد أن يصلى المكتوبة نزل فاستقبل القبلة.قال ابن بطال :أجمع العلماء على أنه لا يجوز لأحد أن يصلى الفريضة على الدابة من غير عذر . ولأن أداء الفرائض على الدابة مع القدرة على النزول لا يجوز .ولأن شرط الفريضة المكتوبة أن يكون المصلى مستقبل القبلة مستقرا فى جميعها، فلا تصح من الراكب المخل بقيام أو استقبال (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷، ص ۲۳۰، صلاة الفريضة، مادة صلاة)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

* 1 دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

اچھے اور بُرے خواب (قسط۱۵)

حضرت عائشہ کا اپنے گھر میں تین چاند دفن ہوتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا، قَالَ:هَلْ رَاٰى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا الْيَوْمَ ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا:رَأَيْتُ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرَتِيْ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ فِيْ بَيْتِكِ ثَلَاثَةٌ هُمْ أَفْضَلُ أَوْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِهَا، قَالَ لَهَا أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :هٰذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا، ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَدُفِنَا فِيْ بَيْتِهَا (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۴۰۱)

ترجمہ: نبی ﷺ کو خواب سننا پسند تھا (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے آج کوئی خواب دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں نے یہ دیکھا کہ گویا کہ تین چاند میرے حجرے میں گر پڑے ہیں،تو نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر آپ کا خواب سچا ہوا،تو آپ کے گھر میں ایسی تین شخصیات دفن کی جائیں گی جو زمین والوں میں سب سے افضل یا سب سے بہتر ہیں۔

پھر جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا، تو حضرت عائشہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آپ کے (خواب میں نظر آنے والے) چاندوں میں سے ایک ہے جو کہ سب سے بہتر ہے، پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی، پھر ان کو بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں

دفن کیا گیا(حاکم)

اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تین چاند گرنے کے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔

بعض روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کرنے کا ذکر ہے۔ [۱]

حضرت عباس کا زمین کو آسمان کی طرف اُٹھتے ہوئے دیکھنا

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ فِيْ الْمَنَامِ كَأَنَّ الْأَرْضَ تُنْزَعُ إِلَى السَّمَاءِ بِأَشْطَانٍ شِدَادٍ، فَقَصَصْتُ ذٰلِکَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ذَاکَ وَفَاةُ ابْنِ أَخِيْکَ(مسند البزار،رقم الحديث ۱۳۱۷، واللفظ لهٗ، مسند الدرامی، رقم الحديث ۲۲۰۴) [۲]

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ باندھ کر آسمان کی طرف کھینچی جارہی ہے، تو میں نے اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آپ کے بھائی کے بیٹے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہے(بزار، دارمی)

---

[۱] عن سعيد بن المسيب ، قال :قالت عائشة رضى الله عنها : رأيت كأن ثلاثة أقمار سقطت فى حجرتى ، فسألت أبا بكر رضى الله عنه ، فقال :يا عائشة ، إن تصدق رؤياک يدفن فى بيتک خير أهل الأرض ثلاثة ، فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ودفن ، قال لى أبو بكر :يا عائشة ، هذا خير أقمارک ، وهو أحدها هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ، ولم يخرجاه .وقد كتبناه من حديث أنس بن مالک مسندا (مستدرک حاكم،رقم الحديث ۴۴۰۰)

قال الذهبى:على شرط البخارى ومسلم.

[۲] قال البزار: وَهَذَا الْكَلَامُ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى إِلَّا عَنِ الْعَبَّاسِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ لَهُ طَرِيقًا إِلَّا هَذَا الطَّرِيقَ.

وقال الهيثمى: رواه البزار والطبرانى، ورجالهما ثقات(مجمع الزوائد،باب فى رؤيا العباس)

الشطن بفتح الشين المعجمة والطاء المهملة) وبالنون (الحبل) بالمهملة والموحدة قال فى المصباح . وجمعه أشطان كسبب وأسباب(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۶ص ۴۸۲، باب فضل قراءة تلاوة القرآن)

ابوسعید کا سورہ ’’صٓ‘‘ کے سجدہ پر چیزوں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھنا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیۡتُ فِیۡمَا یَرَی النَّائِمُ کَأَنِّیۡ اُفۡتَتَحۡتُ سُوۡرَۃَ صٓ حَتّٰی انۡتَھَیۡتُ إِلَی السَّجۡدَۃِ فَسَجَدَتِ الدَّوَاۃُ وَالۡقَلَمُ وَمَا حَوۡلَہٗ، فَأَخۡبَرۡتُ بِذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ فِیۡھَا (مستدرک حاکم ، رقم الحدیث ۳۶۱۶)

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میں نے سورہ ’’صٓ‘‘ شروع کی یہاں تک کہ میں سجدہ کی آیت تک پہنچ گیا، تو دوات اور قلم اور ان کے اردگرد کی چیزوں نے سجدہ کیا، میں نے اس خواب کی نبی ﷺ کو خبر دی، تو نبی ﷺ نے بھی سورہ ’’صٓ‘‘ کی اس آیت پر سجدہ کیا (حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ سورہ صٓ کی آیتِ سجدہ پر سجدہ کرنا چاہیے۔ [1]

صحابۂ کرام کے چند خواب

اب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے چند ایسے خوابوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نہیں دیکھے گئے، یا ان میں آپ ﷺ کی تعبیر دینے کا ذکر نہیں۔

حضرت ابنِ عباس کا حضرت حسین کی شہادت کو دیکھنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَیۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، فِی الۡمَنَامِ بِنِصۡفِ النَّھَارِ أَشۡعَثَ أَغۡبَرَ مَعَہٗ قَارُوۡرَۃٌ فِیۡھَا دَمٌ یَلۡتَقِطُہٗ أَوۡ یَتَتَبَّعُ فِیۡھَا شَیۡئًا قَالَ: قُلۡتُ: یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا ؟ قَالَ: دَمُ الۡحُسَیۡنِ وَأَصۡحَابِہٖ لَمۡ أَزَلۡ أَتَتَبَّعُہٗ مُنۡذُ الۡیَوۡمَ، قَالَ عَمَّارٌ: فَحَفِظۡنَا ذٰلِکَ الۡیَوۡمَ فَوَجَدۡنَاہُ قُتِلَ ذٰلِکَ الۡیَوۡمَ (مسند أحمد، رقم الحدیث ۲۱۶۵) [2]

---

[1] سورہ صٓ کی آیتِ سجدہ یہ ہے:

قَالَ لَقَدۡ ظَلَمَکَ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِکَ إِلٰی نِعَاجِہٖ وَإِنَّ کَثِیۡرًا مِنَ الۡخُلَطَاءِ لَیَبۡغِی بَعۡضُھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ إِلَّا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِیۡلٌ مَا ھُمۡ وَظَنَّ دَاوٗدُ أَنَّمَا فَتَنَّاہُ فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّہٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَأَنَابَ (سورہ ص آیت ۲۴)

[2] فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ قوی علی شرط مسلم.

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ٹھیک دوپہر کے وقت گرد وغبار سے آلودہ حالت میں دیکھا، آپ کے پاس ایک شیشی تھی، جس میں خون تھا، جس کو آپ لے رہے تھے، یا اس میں کسی چیز کو تلاش کر رہے تھے، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین اور آپ کے ساتھیوں کا خون ہے، میں آج پورے دن اس کو تلاش کرتا رہا ہوں، حضرت عمار (راوی) کہتے ہیں کہ ہم نے اس دن کو یاد رکھا، پھر ہم نے حضرت حسین (کربلا کے سانحہ کے موقع پر) کو اسی دن شہید ہوتے ہوئے پایا (مسند احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی فرشتے کی طرف سے پیشگی خبر دینے کی احادیث بھی مروی ہیں۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ الْحُسَيْنُ جَالِسًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ: وَكَيْفَ لَا أُحِبُّهُ وَهُوَ ثَمَرَةُ فُؤَادِيْ؟ فَقَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ، أَلَا أُرِيْكَ مِنْ مَوْضِعِ قَبْرِهٖ؟ فَقَبَضَ قَبْضَةً، فَإِذَا تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۲۶۴۰) [1]

ترجمہ: حضرت حسین رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے، تو جبریل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان سے کیسے محبت نہیں کروں گا، جبکہ وہ دل کا ثمرہ ہیں، تو جبریل نے کہا کہ آپ کی امت عنقریب ان کو قتل کر دے گی، کیا میں آپ کو ان کی قبر کی جگہ نہ دکھلا دوں؟ پس جبریل نے ایک مٹی بھری، تو وہ سرخ مٹی تھی (کشف الاستار)

اور حضرت عائشہ یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِإِحْدَاهُمَا: لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِيْ: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُوْلٌ، وَإِنْ شِئْتَ

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله ثقات، وفي بعضهم خلاف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۲۹، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

أَرَيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِيْ يُقْتَلُ بِهَا،قَالَ: فَأَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَآءَ (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۶۵۲۴) ۱؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں (یعنی حضرت عائشہ یا حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہما) میں سے کسی ایک سے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا، جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا، تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کا یہ بیٹا حسین شہید کیا جائے گا، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھا سکتا ہوں، جس میں ان کو شہید کیا جائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس فرشتہ نے سرخ مٹی نکالی (اور مجھے دکھائی) (مسند احمد)

اور مستدرک حاکم میں حضرت اِمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِضْطَجَعَ ذَاتَ لَيْلَةٍ لِلنَّوْمِ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَرَقَدَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ، دُوْنَ مَا رَأَيْتُ بِهِ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَاسْتَيْقَظَ وَفِيْ يَدِهٖ تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ يُقَبِّلُهَا، فَقُلْتُ:مَا هٰذِهِ التُّرْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:أَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّ هٰذَا يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ،لِلْحُسَيْنِ، فَقُلْتُ لِجِبْرِيْلَ:أَرِنِيْ تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِيْ يُقْتَلُ بِهَا فَهٰذِهٖ تُرْبَتُهَا (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۲۰۲) ۲؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سونے کے لئے لیٹے، پھر آپ گھبرا کر بیدار ہوئے، پھر لیٹے اور آپ کی آنکھ لگ گئی، پھر گھبرا کر بیدار ہوئے، اس سے مختلف حالت میں جو میں نے پہلی مرتبہ دیکھی، پھر آپ لیٹ گئے، پھر بیدار ہوئے، اور آپ کے ہاتھ میں سرخ مٹی تھی، جس کو آپ چُوم رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ مٹی کیا ہے؟ تو

۱؎ قال الهيثمي:رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۳،كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على عليهما السلام)
وفى حاشية مسند احمد:حديث حسن بطرقه وشاهده.
وقال الالبانى:قلت :وهذا إسناد صحيح على شرط الشيخين(السلسلة الصحيحة، تحت رقم الحديث ۸۲۲)

۲؎ قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ .
وقال الذهبى فى التلخيص:مر هذا على شرط البخارى ومسلم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ یہ حسین عراق کی زمین میں قتل کئے جائیں گے، میں نے جبریل سے کہا کہ مجھے اس جگہ کی مٹی دکھلایئے، جس جگہ ان کو قتل کیا جائے گا، تو یہ اسی جگہ کی مٹی ہے (مستدرک حاکم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِسۡتَأۡذَنَ مَلَکُ الۡقَطۡرِ رَبَّهٗ أَنۡ يَّزُوۡرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، فَأَذِنَ لَهٗ، فَكَانَ فِيۡ يَوۡمِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: اِحۡفَظِيۡ عَلَيۡنَا الۡبَابَ، لَا يَدۡخُلُ عَلَيۡنَا أَحَدٌ، فَبَيۡنَا هِيَ عَلَى الۡبَابِ إِذۡ جَاءَ الۡحُسَيۡنُ بۡنُ عَلِيٍّ، فَظَفِرَ، فَاقۡتَحَمَ، فَفَتَحَ الۡبَابَ فَدَخَلَ، فَجَعَلَ يَتَوَثَّبُ عَلٰى ظَهۡرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ يَتَلَثَّمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ، فَقَالَ لَهُ الۡمَلَكُ: أَتُحِبُّهٗ؟ قَالَ: نَعَمۡ، قَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقۡتُلُهٗ، إِنۡ شِئۡتَ أَرَيۡتُكَ الۡمَكَانَ الَّذِيۡ يُقۡتَلُ فِيۡهِ؟ قَالَ: نَعَمۡ، فَقَبَضَ قَبۡضَةً مِّنَ الۡمَكَانِ الَّذِيۡ يُقۡتَلُ فِيۡهِ، فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَجَاءَهٗ بِسَهۡلَةٍ أَوۡ تُرَابٍ أَحۡمَرَ، فَأَخَذَتۡهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَتۡهُ فِيۡ ثَوۡبِهَا.

قَالَ ثَابِتٌ: كُنَّا نَقُوۡلُ إِنَّهَا كَرۡبَلَاءَ (ابن حبان، رقم الحديث ۶۷۴۲، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۸۱۳، مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ۳۴۰۲، مسند البزار، رقم الحديث ۶۹۰۰) [1]

ترجمہ: بارش کے فرشتے نے اپنے رب سے نبی ﷺ کی زیارت کرنے کی اجازت لی، تو رب تعالیٰ نے ان کو اس کی اجازت دے دی، پس حضرت امّ سلمہ کی باری کے دن وہ تشریف لے آئے، تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا کہ آپ دروازے پر ہماری نگرانی کریں، کوئی ہمارے پاس نہ آئے، تو جب وہ دروازے پر تھیں اتنے میں حضرت حسین بن علی تشریف لائے، اور وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے، انہوں نے دروازہ کھولا اور اندر تشریف لے گئے، پھر وہ

---

[1] فى حاشية ابن حبان: حديث حسن، إسناده ضعيف، عمارة بن زاذان مختلف فيه.

وقال الهيثمى: رواه أحمد، وأبو يعلى، والبزار، والطبرانى بأسانيد، وفيها عمارة بن زاذان وثقه جماعة، وفيه ضعف، وبقية رجال أبى يعلى رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۱، كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على عليهما السلام)

نبی ﷺ کی پشت پر کودنے لگے، اور نبی ﷺ آپ کو پیار کرنے لگے، تو آپ سے فرشتے نے کہا کہ کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک، اس فرشتے نے کہا کہ آپ کی امت عنقریب ان کو قتل کردے گی، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھلا دوں، جس میں ان کو قتل کیا جائے گا، نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک، تو اس فرشتے نے اس جگہ سے جس میں حضرت حسین کو قتل کیے جانا تھا ایک مٹھی بھر کر نبی ﷺ کو دکھائی، تو وہ سرخ اور نرم مٹی تھی، جس کو امّ سلمہ نے لے لیا، اور اپنے کپڑے میں رکھ لیا، حضرت ثابت راوی کہتے ہیں کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ کربلاء کی جگہ تھی (ابن حبان)

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض روایات کے آخر میں یہ بھی ہے کہ یہ کرب اور بلاء کی زمین ہے۔ [1]

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کربلا میں گھراؤ کیا گیا، تو انہوں نے معلوم کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ تو لوگوں نے جواب میں کہا کہ کربلا! تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، کرب اور بلاء کی زمین ہے۔ [2]

---

[1] عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يَتْرُكْ أَحَدًا يَدْخُلُ عَلَيْهِ؛ إِلَّا حَسَنًا وَحُسَيْنًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ :فَنَامَ يَوْمًا فِي بَيْتِي ,وَجَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ أَمْنَعُ مَنْ يَدْخُلُ , فَجَاءَ حُسَيْنٌ يَسْعَى فَخَلَّيْتُ عَنْهُ ,فَذَهَبَ حَتَّى سَقَطَ عَلَى بَطْنِهِ ,فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْكِي فَالْتَزَمَهُ ,فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ ,مَا لَكَ تَبْكِي وَقَدْ نِمْتَ وَأَنْتَ مَسْرُورٌ؟ فَقَالَ :إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي بِهَذِهِ التُّرْبَةِ قَالَتْ :وَبَسَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّهُ ,فَإِذَا فِيهَا تُرْبَةٌ حَمْرَاءُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنِي هَذَا يُقْتَلُ فِي هَذِهِ التُّرْبَةِ قَالَتْ :فَقُلْتُ :وَمَا هَذِهِ الْأَرْضُ؟ قَالَ هَذِهِ كَرْبَلَاءُ فَقُلْتُ :أَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ (الشريعة للآجرى، رقم الحديث ۱۶۶۲)

[2] عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِي، فَقَالَ :لَا يَدْخُلُ عَلَيَّ أَحَدٌ .فَانْتَظَرْتُ فَدَخَلَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَسَمِعْتُ نَشِيجَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي، فَاطَّلَعْتُ فَإِذَا حُسَيْنٌ فِي حِجْرِهِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَهُوَ يَبْكِي، فَقُلْتُ :وَاللهِ مَا عَلِمْتُ حِينَ دَخَلَ، فَقَالَ " :إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مَعَنَا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ :تُحِبُّهُ؟ قُلْتُ :أَمَّا مِنَ الدُّنْيَا فَنَعَمْ .قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُ هَذَا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ ."فَتَنَاوَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ تُرْبَتِهَا، فَأَرَاهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُحِيطَ بِحُسَيْنٍ حِينَ قُتِلَ، قَالَ :مَا اسْمُ هَذِهِ الْأَرْضِ؟ قَالُوا :كَرْبَلَاءُ .قَالَ :صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، أَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۲۸۱۹، ورقم الحديث ۶۳۷)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى بأسانيد، ورجال أحدها ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۷، كتاب المناقب)

عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، قَالَ :لَمَّا أُحِيطَ بِالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ :مَا اسْمُ هَذِهِ الْأَرْضِ؟ قِيلَ :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۱؎

اور حضرت اُمِ فضل بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔ ۲؎

نیز حضرت زینب بنتِ جحش اور یعلیٰ عامری کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۳؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ كَرْبَلَاءُ .فَقَالَ :صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّهَا أَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۲۸۱۲،واللفظ لهٗ، معرفة الصحابة لابی نعيم، رقم الحديث ۱۸۰۵،الشريعة للآجری، رقم الحديث ۱۶۶۶،الآحاد والمثانی لابنِ ابی عاصم، رقم الحديث ۴۲۴)

۱؎ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنِسَائِهِ :لَا تُبْكُوا هَذَا الصَّبِيَّ -يَعْنِي حُسَيْنًا - قَالَ :وَكَانَ يَوْمَ أُمِّ سَلَمَةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّاخِلَ، وَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ :لَا تَدَعِي أَحَدًا يَدْخُلُ عَلَيَّ فَجَاءَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ، فَأَخَذَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَاحْتَضَنَتْهُ وَجَعَلَتْ تُنَاغِيهِ وَتُسَكِّنُهُ، فَلَمَّا اشْتَدَّ فِي الْبُكَاءِ خَلَّتْ عَنْهُ، فَدَخَلَ حَتَّى جَلَسَ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُ ابْنَكَ هَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَقْتُلُونَهُ وَهُمْ مُؤْمِنُونَ بِي؟ قَالَ :نَعَمْ، يَقْتُلُونَهُ، فَتَنَاوَلَ جِبْرِيلُ تُرْبَةً، فَقَالَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ احْتَضَنَ حُسَيْنًا كَاسِفَ الْبَالِ، مَهْمُومًا، فَظَنَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّهُ غَضِبَ مِنْ دُخُولِ الصَّبِيِّ عَلَيْهِ فَقَالَتْ :يَا نَبِيَّ اللهِ، جُعِلْتُ لَكَ الْفِدَاءَ، إِنَّكَ قُلْتَ لَنَا لَا تُبْكُوا هَذَا الصَّبِيَّ، وَأَمَرْتَنِي أَنْ لَا أَدَعَ يَدْخُلُ عَلَيْكَ، فَجَاءَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهَا، فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَقَالَ لَهُمْ :إِنَّ أُمَّتِي يَقْتُلُونَ هَذَا .وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَكَانَا أَجْرَأَ الْقَوْمِ عَلَيْهِ، فَقَالَا :يَا نَبِيَّ اللهِ يَقْتُلُونَهُ وَهُمْ مُؤْمِنُونَ؟ قَالَ :نَعَمْ، وَهَذِهِ تُرْبَتُهُ وَأَرَاهُمْ إِيَّاهَا(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۰۹۶)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی، ورجاله موثقون، وفی بعضهم ضعف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۱۲،كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علی عليهما السلام)

۲؎ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ، قَالَ :مَا هُوَ؟ قَالَتْ :إِنَّهُ شَدِيدٌ، قَالَ :مَا هُوَ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :رَأَيْتِ خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غُلَامًا، فَيَكُونُ فِي حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ يَوْمًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ، فَإِذَا عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيقَانِ مِنَ الدُّمُوعِ، قَالَتْ :فَقُلْتُ :يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا لَكَ؟ قَالَ :أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هَذَا فَقُلْتُ : هَذَا؟ فَقَالَ :نَعَمْ، وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۴۸۱۸،واللفظ لهٗ، دلائل النبوة للبيهقی، ج۶ص ۴۶۹)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبی فی التلخيص:بل منقطع ضعيف.

۳؎ عن زينب بنت جحش، أن النبی صلى الله عليه وسلم كان نائما عندها وحسين يحبو فی البيت، فغفلت عنه فحبا حتى بلغ النبی صلى الله عليه وسلم، فصعد على بطنه، ثم وضع ذكره فی سرته، قالت :واستيقظ النبی صلى الله عليه وسلم فقمت إليه فحططته عن بطنه، فقال النبی صلى الله عليه وسلم :دعی ابنی فلما قضى بوله أخذ كوزا من ماء فصبه عليه، ثم قال :إنه يصب من الغلام ويغسل من الجارية قالت :توضأ ثم قام

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قَالَ:قُلْتُ:يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ؟ قَالَ:بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ،قَالَ:فَقَالَ:هَلْ لَكَ أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ،قَالَ:قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ:فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا (مسند ابی يعلى،رقم الحديث ٣٦٣) [1]

ترجمہ: ایک دن میں نبی ﷺ کے پاس اس حالت میں حاضر ہوا کہ آپ کے آنسو بہہ رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی کیا آپ کو کسی نے غصہ دلایا؟ آپ کی آنکھوں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يصلى، واحتضنه، فكان إذا ركع وسجد وضعه، وإذا قام حمله، فلما جلس جعل يدعو ويرفع يديه ويقول : فلما قضى الصلاة قلت :يا رسول الله لقد رأيتك تصنع اليوم شيئا ما رأيتك تصنعه، قال :إن جبريل أتاني وأخبرني أن ابني يقتل قلت :فأرني إذا فأتاني تربة حمراء (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٤١)

أخبرنا الحسن بن سفيان حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عفان أنبأنا وهب بن خالد عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن سعيد بن أبي راشد عن يعلى العامري أنه خرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى طعام دعوا إليه فإذا حسين مع الصبيان يلعب فاستقل أمام القوم ثم بسط يده فطفق الصبي يفر هاهنا مرة وهاهنا مرة وجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم إحدى يديه تحت ذقنه والأخرى تحت قفاه ثم قنع رأسه فوضع فاه على فيه فقبله وقال حسين مني وأنا من حسين أحب الله من أحب حسينا حسين سبط من الأسباط أخبرنا الحسن بن سفيان حدثنا شيبان بن فروخ حدثنا عمارة بن زاذان حدثنا ثابت عن أنس بن مالك قال استأذن ملك القطر ربه أن يزور النبي صلى الله عليه وسلم فأذن له فكان في يوم أم سلمة فقال النبي صلى الله عليه وسلم احفظي علينا الباب لا يدخل علينا أحد فبينا هي على الباب إذ دخل الحسين بن علي فطفر فاقتحم ففتح الباب فدخل فجعل يتوثب على ظهر النبي صلى الله عليه وسلم وجعل النبي صلى الله عليه وسلم يتلثمه ويقبله فقال له الملك تحبه قال نعم قال أما إن أمتك ستقتله إن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه قال نعم فقبض قبضة من المكان الذي يقتل فيه فأراه إياه فجاء سهلة أو تراب أحمر فأخذته أم سلمة فجعلته في ثوبها قال ثابت كنا نقول إنها كربلاء (موارد الظمأن، ج ١ ص ٥٥٤)

[1] قال حسين سليم أسد:إسناده حسن(حاشية مسند ابی يعلىٰ)

وقال الهيثمي:رواه أحمد، وأبو يعلى، والبزار، والطبراني، ورجاله ثقات، ولم ينفرد نجي بهذا(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٥١١٢،كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن علي عليهما السلام)

وقال الالباني:قلت:يعني أن له شواهد تقويه وهو كذلك(سلسلة الاحاديث الصحيحة ،تحت رقم الحديث ١١٧١)

سے آنسو کیوں جاری ہیں؟تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے، انہوں نے مجھے بتلایا کہ حضرت حسین کوفرات (نہر) کے کنارے قتل کیا جائے گا، جبریل نے کہا کہ کیا آپ کواس جگہ کی مٹی کی خوشبو دکھاؤں؟تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا کہ جی ہاں! پھر جبریل نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور ایک مٹھی بھر مٹی لی، اور مجھے دی،تو میری آنکھوں سے آنسو بے اختیار بہہ پڑے (مسند ابویعلی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

لَيُقْتَلَنَّ الْحُسَيْنُ ظُلْمًا ، وَإِنِّيْ لَأَعْرِفُ تُرْبَةَ الْأَرْضِ الَّتِيْ يُقْتَلُ فِيْهَا، قَرِيْبًا مِّنَ النَّهْرَيْنِ(مسند ابی شیبه ، رقم الحدیث ۳۱۴۴۴) ۱

ترجمہ: حسین کوظلماً قتل کیا جائے،اور میں اس زمین کی مٹی کو پہچانتا ہوں، جس میں ان کوقتل کیا جائے گا، دونہروں کے قریب (مسندابی شیبہ)

حضرت ابنِ عمر کا حضرت عثمان کی شہادت کودیکھنا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ أَصْبَحَ فَحَدَّثَ، فَقَالَ:إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ:يَا عُثْمَانُ، أَفْطِرْ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ عُثْمَانُ صَائِمًا فَقُتِلَ مِنْ يَّوْمِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۵۵۴) ۲

ترجمہ: (خلیفۂ راشد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ایک دن) صبح کی، اور یہ بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کورات خواب میں دیکھا،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان! ہمارے پاس (روزہ) افطار کیجئے،تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی، اوراسی دن آپ کوشہید کردیا گیا (حاکم)

---

۱ قال الهيثمي:رواه الطبراني، ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۵۱۲۴ ،كتاب المناقب، باب مناقب الحسين بن على عليهما السلام)

۲ قال الحاكم: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

حضرت حسن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کو دیکھنا

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ مُتَعَلِّقًا بِالْعَرْشِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَىْ أَبِىْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَىْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَرَأَيْتُ الدَّمَ يَنْصَبُّ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَحَدَّثَ الْحَسَنُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ مِّنَ الشِّيعَةِ، فَقَالُوْا: وَمَا رَأَيْتَ عَلِيًّا؟ فَقَالَ الْحَسَنُ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَرَاهُ أَخَذَ بِحَقْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلِيٍّ، وَلٰكِنَّهَا رُؤْيَا رَأَيْتُهَا (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۲۷۵۹؛ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۷۲۵۵) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو درمیان سے پکڑ کر لٹکے ہوئے دیکھا، اور میں نے خون کو دیکھا جو آسمان سے زمین کی طرف ٹپک رہا ہے، پھر (خواب کی) اس بات کو حضرت حسن نے بیان کیا، اور اُس وقت آپ کے پاس کچھ شیعہ لوگ موجود تھے، تو انہوں نے کہا کہ آپ نے حضرت علی کو نہیں دیکھا، تو حضرت حسن نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی میرے مقابلہ میں اس بات کو زیادہ پسند کرنے والا نہیں ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کسی اور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑے ہوئے دیکھے، لیکن یہ تو خواب ہے، جو میں نے دیکھا ہے (طبرانی)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ مجھے اپنے والد ماجد ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسروں سے زیادہ محبوب ہیں، لیکن خواب اپنے اختیار میں نہیں ہوتا، اور جھوٹا خواب بیان کرنا جائز بھی

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط والكبير باختصار، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، باب ما جاء في مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه)

نہیں ہوتا،لہٰذا میں نے خواب میں جو کچھ دیکھا، میں نے وہی بیان کیا۔
جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام اور مرتبہ کا تعلق ہے،تو وہ اپنی جگہ قائم ہے،جس کا صحیح اور صریح احادیث میں ذکر پایا جاتا ہے،اوراس خواب میں اُن کے نظر نہ آنے سے اُن کے مقام پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا؛لہٰذا اہلِ تشیُّع کا اعتراض بے معنیٰ ہے۔ (جاری ہے............)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

J $ P

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲۷)

حضرت یوسف کو مصر کی بادشاہ حاصل ہونا

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہِ مصر کو اہلِ مصر کو قحط سے بچانے کے لئے معقول تجویز دی، اور آئندہ کے لئے اہلِ مصر کے لئے غلہ کو ذخیرہ کرنے کا طریقہ بھی بتلادیا، تو بادشاہِ مصر اس تجویز سے بہت خوش ومسرور ہوا، اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس عظیم اور اچھے منصوبے کا انتظام کیسے اور کون کرے، اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ ملکی خزانے میرے سپرد کردیں، کیونکہ میں ان کی حفاظت بھی کرسکتا ہوں، اور اس خزانے کو خرچ کرنے کے مواقع اور اس کی مقدار سے پوری طرح واقف ہوں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۵۵)

یعنی ''حضرت یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھے مامور کردو، میں (ان کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا، اور (آمد وخرچ کے انتظام اور اس کے حساب وکتاب کے طریقہ سے بھی) خوب واقف ہوں۔ [۱]

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس چھوٹے سے جملے میں ان تمام اوصاف کو جمع کردیا، جو ایک وزیرِ خزانہ میں موجود ہونے چاہئیں، کیونکہ وزیرِ خزانہ کے لئے پہلی ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ سرکاری اموال کو ضائع نہ ہونے دے، بلکہ پوری حفاظت سے جمع رکھے، پھر غیر مستحق لوگوں اور غلط مصارف میں خرچ نہ

---

[۱] قال یوسف اجعلنی علی خزائن الأرض ای خزائن طعام ارض مصر وأموالها إنی حفیظ للخزائن بما لا یستحقها علیم بوجوہ مصالحها -وصف یوسف علیہ السلام نفسه بالامانة والکفایة وطلب الولایة -لیتوصل بها الی إمضاء احکام الله واقامة الحق وبسط العدل مما یبعث لاجله الأنبیاء الی العباد -لعلمه ان أحدا غیره لا یقوم مقامه فی ذلک -فما کان طلبه الولایة الا لابتغاء وجه الله لا لحب الجاه والدنیا (التفسیر المظهری، ۵ ص ۱۷۳، سورۃ یوسف)

ہونے دے، اور دوسری ضرورت وزیرِ خزانہ کے لئے اس بات کی ہے کہ جہاں جس قدر خرچ کرنا ضروری ہو، اس میں کوتاہی نہ کرے، اور جہاں خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہو، وہاں خرچ نہ کرے۔

بادشاہِ مصر اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے کمالات کا گرویدہ اور آپ کی دیانت اور عقلِ کامل کا پورا معتقد ہو چکا تھا، مگر فوراً وزارتِ خزانہ کا منصب حضرت یوسف علیہ السلام کو سپرد نہیں کیا، بلکہ ایک سال تک معزز مہمان کی طرح رکھا، سال پورا ہونے کے بعد نہ صرف وزارتِ خزانہ بلکہ پورے امورِ مملکت آپ کے سپرد کر دیئے۔

چنانچہ بادشاہِ مصر نے ایک سال تجربہ کرنے کے بعد دربار میں ایک تقریب میں تمام عُمالِ حکومت اور معززین کو جمع کیا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر تاج رکھ کر اس مجلس میں لایا، اور صرف خزانہ کی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ پورے امورِ مملکت کو عملاً حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر کے خود گوشہ نشین ہو گیا۔ [1]

اسی بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (سورة يوسف، رقم الآية ۵۶)

یعنی ”جس طرح ہم نے یوسف کو بادشاہِ مصر کے دربار میں عزت ومنزلت عطا کی، اسی طرح ہم نے ان کو پورے ملکِ مصر پر اقتدارِ کامل عطا کر دیا، کہ اس کی زمین میں جس طرح چاہیں احکام جاری کریں، ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت ونعمت سے یوں ہی نوازا کرتے ہیں، اور ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتے“

حضرت یوسف علیہ السلام نے امورِ سلطنت کو ایسا سنبھالا کہ کسی کو کوئی شکایت باقی نہ رہی، سارا ملک آپ کا

---

[1] وبإسناده عن ابن عباس قال لما انصرمت السنة من يوم سال الامارة -دعاه الملك فتوجه ورداه بسيفه- ووضع له السرير من ذهب مكللا بالدر والياقوت -وضرب عليه كلة من إستبرق -وطول السرير ثلاثون ذراعا وعرضه عشرة اذرع -عليه ثلاثون فراشا وستون مقرمة -ثم امره ان يخرج فخرج متوجا لونه كالثلج ووجهه كالقمر يرى الناظر وجهه فى صفاء لون وجهه -فانطلق حتى جلس على السرير ودانت له الملوك - ودخل الملك بيته وفوض اليه امر مصر -وعزل قطفير عما كان عليه وجعل يوسف مكانه قاله ابن إسحاق- وقال ابن زيد وكان لملك مصر ريان خزائن كثيرة فسلم سلطانه كله اليه -وجعل امره وقضاءه نافذا (التفسير المظهرى، ج۵ ص ۱۷۴، سورة يوسف)

گرویدہ ہوگیا، اور پورے ملک میں امن اور خوش حالی عام ہوگئی، خود حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی حکومت کی اس تمام ذمہ داری میں کوئی دشواری وتکلیف پیش نہیں آئی۔ [1]

بعض مفسرین کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کے پیشِ نظر اس سارے جاہ وجلال سے صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کا رواج اور اس کے دین کو قائم کرنا تھا، اس لئے وہ کسی وقت بھی اس سے غافل نہیں ہوئے، اور بادشاہِ مصر کو برابر اسلام کی دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ مسلسل دعوت وکوشش کے نتیجہ میں بادشاہِ مصر بھی مسلمان ہوگیا۔

جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو دنیا میں جاہ وجلال اور حکومت عطا کی گئی، اسی طرح ان کو قیامت کے دن بھی محروم نہیں کیا جائے گا، بلکہ قیامت کے دن بھی ان کو درجات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے جائیں۔

چنانچہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں کہ:

وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (سورة يوسف، رقم الآية ۵۷)

یعنی ''اور آخرت کا اجر وثواب اس دنیا کی نعمت سے بدر جہا بڑھا ہوا ہے، ان لوگوں کے لئے جو مومن ہوئے، اور جنہوں نے تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کی''

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ دنیا وآخرت کے یہ درجات صرف حضرت یوسف علیہ السلام کی خصوصیت نہیں، بلکہ سب کے لئے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ جو ایمان، تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرلے۔

(جاری ہے......)

---

[1] يقول تعالى :وكذلك مكنا ليوسف فى الأرض أى أرض مصر، يتبوأ منها حيث يشاء قال السدى وعبد الرحمن بن زيد بن أسلم :يتصرف فيها كيف يشاء .وقال ابن جرير :يتخذ منها منزلا حيث يشاء بعد الضيق والحبس والإسار، نصيب برحمتنا من نشاء ولا نضيع أجر المحسنين أى وما أضعنا صبر يوسف على أذى إخوته وصبره على الحبس بسبب امرأة العزيز، فلهذا أعقبه الله عز وجل السلام والنصر والتأييد، ولا نضيع أجر المحسنين ولأجر الآخرة خير للذين آمنوا وكانوا يتقون يخبر تعالى أن ما ادخره الله تعالى لنبيه يوسف عليه السلام فى الدار الآخرة أعظم وأكثر وأجل مما خوله من التصرف والنفوذ فى الدنيا، كقوله فى حق سليمان عليه السلام هذا عطاؤنا فامنن أو أمسك بغير حساب وإن له عندنا لزلفى وحسن مآب .والغرض أن يوسف عليه السلام ولاه ملك مصر الريان بن الوليد الوزارة فى بلاد مصر مكان الذى اشتراه من مصر زوج التى راودته، وأسلم الملك على يدى يوسف عليه السلام، قاله مجاهد(تفسير ابنِ كثير، ج۴ص۳۳۸، سورة يوسف)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

کلونجی(Black Cumin)کےفوائدوخواص(قسط۶)

یرقان جیسے موذی مرض میں کلونجی کا درجِ ذیل نسخہ انتہائی مفید ثابت ہوا ہے:

کلونجی پچاس گرام، ریوند خطائی پچاس گرام، ریوند چینی سو گرام، قلمی شورہ بیس گرام، زیرہ سفید پچاس گرام، پنیر ڈوڈی پچاس گرام۔

ان تمام چیزوں کو کوٹ پیس کر سفوف تیار کرلیں، اور یہ سفوف آدھا چمچ، گاجر کے رس یا مسمی کے رس یا دودھ کی لسی یا شربتِ بزوری، ایک کپ کے ساتھ دن میں تین چار مرتبہ استعمال کریں (ملاحظہ ہو: کلونجی کے کرشمات، صفحہ ۴۷؛ مؤلفہ: حکیم محمد طارق محمود چغتائی، ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی، اُردو بازار، لاہور)

اگر کسی کو جگر کی کمزوری ہو، یا خون کی کمی ہو یا پیشاب کی سخت جلن ہو، پیشاب بہت زیادہ پیلا آتا ہو یا رک رک کر آتا ہو یا خون میں خرابی ہو، یا ہاتھ پاؤں میں جلن ہو، اس کے لیے درجِ ذیل نسخہ مفید ثابت ہوا ہے:

کلونجی اور تخم کاسنی دونوں کو ہم وزن باریک پیس کر سفوف تیار کرلیں، اور تین گرام سفوف دن میں تین چار مرتبہ دودھ یا پانی کے ساتھ استعمال کریں (ایضاً صفحہ ۴۹)

اگر کسی کو پیچش کی بیماری ہو تو درجِ ذیل نسخہ حیرت انگیز فوائد کا باعث ہے:

کلونجی تین گرام، اسپغول کا چھلکا نو گرام، کسٹرائل پچاس گرام۔

کلونجی کو باریک پیس لیں، پھر اس میں اسپغول اور کسٹرائل ملا کر آپس میں حل کرلیں، اور اس پوری خوراک کو دن میں ایک ہی مرتبہ استعمال کرلیں (ایضاً صفحہ ۴۹)

اگر معدے میں گیس اور تبخیر و بدہضمی پیدا ہوتی ہو یہاں تک کہ اس کی وجہ سے پیٹ بڑھ گیا ہو تو اس کے لیے درجِ ذیل نسخہ تیار کریں:

کلونجی، اجوائن، سہاگہ بریاں، زیرہ سفید، کالی مرچ، سیاہ نمک۔

ان سب چیزوں کو ہم وزن لے کر کوٹ پیس کر سفوف تیار لیں، اور آدھا چمچ دن میں دو تین مرتبہ کھانے کے بعد پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

اگر اس سفوف کو سبز ادرک کے ایک چمچ پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بھوک خوب لگتی ہے، کھانا ہضم

ہوتا ہے اور صالح خون پیدا ہوتا ہے (ایضاً صفحہ ۵۰،۵۱)

اگر کسی کو قبض کی شکایت ہو، خواہ قبض وقتی ہو یا دائمی، اور گیس و بادی نے تنگ کر رکھا ہو تو اس کے لیے درجِ ذیل نسخہ شفائے اکسیر ہے:

کلونجی سو گرام، سنا مکی ساٹھ گرام، پنیر سو گرام۔

ان تمام چیزوں کو کوٹ پیس کر سفوف تیار کریں، اور ادرک کا پانی ایک پاؤ نکال کر اس میں بھگو دیں، اور رکھ چھوڑیں، جب سارا پانی خشک ہو جائے تو کوٹ پیس کر محفوظ رکھیں، اور ایک چمچ صبح و شام پانی کے ہمراہ استعمال کریں (ایضاً صفحہ۵۲)

دل کی ہر قسم کی بیماری اور دل کی گھبراہٹ اور بے چینی اور چکر آنے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جانے اور ہر طرح کی قے اور گیس و بادی، اپھارہ، بدہضمی اور ہچکی دور کرنے جیسی تمام بیماریوں کے لیے درجِ ذیل نسخہ مفید تر ہے:

کلونجی پچاس گرام، سیب کا جوس ایک کلو، لونگ پچاس گرام، ان سب چیزوں کو کسی شیشے یا تام چینی یا سٹیل کے برتن میں ڈال کر رکھ چھوڑیں، جب پانی خشک ہو جائے تو پیس کر محفوظ رکھیں، اور اس دوا کی ایک چٹکی پانی میں گھول کر یا سونف یا گلاب کے عرق میں گھول کر دن میں چند مرتبہ استعمال کریں (ایضاً صفحہ۵۲،۵۳)

اگر سانس کی تکلیف پھیپھڑوں کی جھلی کے ورم، نمونیہ یا بلغم کی زیادتی کی وجہ سے ہو تو ایسی حالت میں درجِ ذیل نسخہ بہت مفید ہے:

کلونجی دو گرام، برگ بانسہ تین گرام۔

چائے کی پتی کی طرح پانی میں ابال کر دن میں تین چار مرتبہ استعمال کریں، اور چینی کی جگہ شہد شامل کر لیں تو بہت اچھا ہے (ایضاً صفحہ۵۴)

آجکل لوگ مختلف قسم کی الرجی کے مرض میں مبتلا ہیں، اور اس کے لیے مختلف تدبیریں کی جاتی ہیں، جن میں سے اکثر عارضی طور پر مفید ہوتی ہیں، مگر کلونجی کا درجِ ذیل نسخہ ہر طرح کی الرجی اور بطورِ خاص خارش، اور تیزابیت کے لیے بہت مفید ثابت ہوا ہے:

کلونجی بیس گرام، پودینہ خشک سو گرام، سر پھوکا پچاس گرام، ناگیسر سو گرام۔

تمام اشیاء کو باریک پیس کر سفوف تیار کرلیں، آدھا چمچ دن میں تین یا چار مرتبہ پانی کے ساتھ کھانے سے پہلے استعمال کریں۔

اگر مذکورہ دوا کا آدھا چمچ منہ میں ڈال کر اوپر سے شربتِ عنّاب چار چمچ ایک کپ گرم پانی میں شامل کیا ہوا دن میں تین چار مرتبہ استعمال کریں، تو الرجی کے لیے اس دوا کی افادیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے (ایضاً صفحہ۵۶)

تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ معدے کے امراض اور الرجی کی تمام اقسام کے لئے درجِ ذیل نسخہ ازحد مفید ہے:

شربتِ کلونجی دو چمچ، شربتِ عناب دو چمچ، دن میں تین چار مرتبہ چائے کی طرح استعمال کریں۔

جو لوگ دھول مٹی، گرد وغبار سے، یا کسی مخصوص رنگ یا موسمی حالات وتغیرات سے الرجی، چھینکوں وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ان کے لئے مندرجہ بالا نسخہ انتہائی مفید ثابت ہوا ہے۔

اگر بدن پر خطرناک زخم ہوں، جو ٹھیک نہ ہوتے ہوں، یا جسم پر چھپائی اور سرخ نشان پڑے ہوں، یا خارش اور داد ہو، یا دائمی نزلہ زکام ہو، یا آتشک کے زخم ہوں، یا کسی بھی قسم کی الرجی ہو، اس کے لئے بھی درج بالا نسخہ مفید ہے (ایضاً صفحہ۵۹)

اگر قوتِ سماعت میں کمی ہو، اور بہرے پن کی شکایت ہو، اس کے لئے کلونجی کا درجِ ذیل نسخہ انتہائی مفید ثابت ہوا ہے:

اطریفل استخطودوس ایک چمچ چائے والا، کلونجی کے قہوہ میں گھول کر نیم گرم دن میں دو تین مرتبہ کھانے سے پہلے ایک دو ہفتے تک استعمال کریں۔

اگر کانوں سے مواد بہتا ہو، ومذکورہ نسخہ کے ساتھ تلوں کے تیل میں کلونجی جلا کر یہ تیل قطرہ قطرہ کانوں میں ٹپکایا جائے (ایضاً صفحہ۵۹)

اگر کسی کو دماغ کی کمزوری اور بھولنے کی شکایت ہو، تو درجِ ذیل نسخہ استعمال کریں:

کلونجی باریک پسی ہوئی ایک ماشہ، معجون فلاسفہ ایک تولہ، دونوں کو تازہ پانی یا نیم گرم پانی کے ساتھ صبح اور شام دو مرتبہ استعمال کریں۔

اگر کسی کو رعشہ کی شکایت ہو، تو مندرجہ بالا نسخہ کے ساتھ ساتھ کلونجی کا سفوف ہاتھوں پر مَلا جائے، اور یہ عمل کم از کم ایک گھنٹہ تک کریں (ایضاً صفحہ۶۱، وص۶۶)

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز H

r ...... جمعہ ۲۸/ رمضانُ المبارک ۵/ ۱۲/ ۱۹/ ۲۶/شوال اور ۳/ ذیقعدہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی مجالس ہوئیں۔

r ......یکم شوال، پیر عیدُ الفطر کی نماز مسجد امیر معاویہ میں ساڑھے آٹھ بجے حضرت مفتی محمد رضوان صاحب نے، مسجد بلال، صادق آباد میں آٹھ بجے مفتی محمد یونس صاحب نے، اور مسجد غفران میں سوا سات بجے بندہ محمد امجد حسین نے پڑھائی۔

r ......۷/شوال، بروز اتوار بعد عصر، ادارہ غفران کا سالانہ شورائی اجلاس ہوا، جس میں مقامی اراکین وٹرسٹیان کے علاوہ بیرون سے جناب مولانا محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم (نائب مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ امدادیہ، فیصل آباد) شریک تھے، حضرت مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت فیوضہم (صدر، جامعہ حقانیہ، ساہیوال) بعذر شریک نہ ہوسکے۔

r ......۲۷/ رمضان بروز جمعرات ادارہ غفران میں عید کی تعطیلات کا اعلان ہوا؛ تعطیلات پیر ۸/شوال (بمطابق ۱۷/ اگست) تک رہیں، منگل ۹/ شوال سے تعطیلات ختم ہوکر معمولات شروع ہوگئے، تعلیمی شعبہ جات میں نئے تعلیمی سال کے لئے داخلوں کا آغاز ہوا، ابتدائی تین دن (۹ تا ۱۱/شوال) قدیم داخلوں کی بحالی کے لئے تھے؛ بعد کے چند ایام میں حسبِ گنجائش جدید داخلے ہوئے؛ شعبہ تخصص سال اول کے لئے بھی انہی ایام میں داخلوں کا سلسلہ رہا؛ متعلقہ کوائف کی تکمیل اور داخلہ امتحان میں کامیابی کے ساتھ اس شعبے میں محدود غیر رہائشی داخلے ہوئے۔

عید کی تعطیلات کے علاوہ اتوار کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس حسبِ معمول شوال کے مہینے میں منعقد ہوتی رہی۔

r ...... جمعہ ۱۹/ شوال تا ۲۵/ شوال روزانہ بعد مغرب تا عشاء حج کورس مسجد غفران میں منعقد ہوتا رہا، مفتی محمد رضوان صاحب اور مفتی محمد یونس صاحب نے حسبِ معمول حج کورس کی کلاسیں لیں۔

r ......۶/شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۵/ اگست ۲۰۱۲ء راقم کے یہاں اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا، ''محمد ذکوان خان زلمے'' نام تجویز ہوا۔ جمعہ ۱۹/ شوال کو نومولود کا عقیقہ ہوا، شوال کے آخری عشرہ میں شدید بیمار رہا، اور ہولی فیملی ہسپتال کی نرسری میں زیرِ علاج رہا، اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ زندگی دے، نیک صالح بنائے۔

r ......۲/ ذیقعدہ جمعرات کو ۱۲ بجے دوپہر تا مغرب افرادِ ادارہ تفریحی دورہ پر ایوب پارک گئے۔

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

? 09 / اگست 2012ء، بمطابق ۲۰ / رمضان المبارک / 1433ھ: پاکستان: حکومت کا رینٹل پاور کمپنیوں سے دوبارہ بجلی خریدنے کا فیصلہ، معاہدے کو شارٹ ٹرم آئی پی پیز کا نام دیا جائے گا، وزارتِ پانی وبجلی ? 10 / اگست: پاکستان: غیر ملکی سرمایہ کار تھرکول میں دلچسپی لے رہے ہیں، 50 فی صد پیداوار برآمد کرنا چاہتے ہیں، ایک ٹن کوئلے سے ایک بیرل تیل نکلے گا، ڈاکٹر ثمر مبارک مند ? 11 / اگست: پاکستان: شرح سود میں ڈیڑھ فیصد کمی، نجی شعبے نے قرضہ لینا کم کر دیا، مہنگائی بڑھے گی، مسلسل چوتھے سال نجی سرمایہ کاری کا 13 فیصد تک محدود رہنا تشویش ناک ہے، سٹیٹ بینک ? 12 / اگست: پاکستان: پنجاب یونیورسٹی، بی اے، بی ایس سی کے نتائج، تندور پر روٹیاں لگانے والا پہلی پوزیشن لے گیا، بی اے میں پرائیویٹ طالب علم محسن علی نے 688 نمبر لے ریکارڈ بھی قائم کر دیا ? 13 / اگست: ایران: زلزلہ سے چار گاؤں تباہ، ہلاکتیں 350، 2000 زخمی ? 14 / اگست: پاکستان: 3 8 ارب کی کرپشن میں ملوث توقیر صادق کے امریکہ فرار پر سپریم کورٹ برہم ? 15 / اگست: پاکستان: اورکزئی میں جھڑپیں، 5 اہل کار جاں بحق، 18 زخمی ? 16 / اگست: پاکستان: گومل ڈیم پر کام کرنے والے 3 غیر ملکی انجینئر سمیت 8 اہلکار اغوا ? 17 / اگست: پاکستان: کامرہ ائیر بیس پر حملہ ناکام، 9 دہشت گرد ہلاک، ایک جوان جاں بحق، کمانڈر زخمی، ساب طیارے کو نقصان ? 18 / اگست: پاکستان: سپریم کورٹ کا این آئی سی ایل کے 42 کروڑ 2 ہفتے میں وصول کرنے کا حکم ? 19 / اگست: پاکستان: شمالی وزیرستان، امریکی ڈرون حملہ 12 افراد جاں بحق، پاکستان کا احتجاج ? 20 / اگست: پاکستان: دہشت گردی کا خطرہ، عید پر موبائل فون سروس معطل کرنے کا فیصلہ ? 21 / اگست: ? 22 / اگست: (تعطیلِ اخبارات) ? 23 / اگست: پاکستان: پیٹرول 3.21، ڈیزل 4.85، مٹی کا تیل 3.52 روپے فی لیٹر مہنگا، سی این جی کی قیمت 3 روپے کلو بڑھ گئی ? 24 / اگست: پاکستان: بارشوں اور سیلاب سے 752 مکانات متاثر، ہزاروں افراد بے گھر، 8 پُل بہہ گئے، متعدد دیہات زیرِ آب ? 25 / اگست: نیویارک: ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ میں سیاحوں پر فائرنگ، 4 افراد ہلاک ? 26 / اگست: پاکستان: پاسپورٹ کی میعاد 10 سال کرنے کا اعلان، وزارتِ داخلہ ? 27 / اگست: پاکستان: دریائے سوات میں کشتی الٹنے سے 25 افراد ڈوب گئے، راوی اور جہلم میں نہاتے ہوئے 3 بچے بھی لہروں کی نذر ? 28 / اگست: پاکستان: وزیر اعظم کو خط لکھنے کے لئے 22 دن کی مہلت، پرویز اشرف کا واضح یقین دہانی سے گریز ? 29 / اگست: بھارت: مولانا حسین احمد مدنی کے نام پر ڈاک ٹکٹ کا اجراء

? 30 /اگست:پاکستان:ایل پی جی کی قیمت میں 19روپے فی کلو اضافہ ? 31 /اگست:پاکستان:کوئٹہ میں سیشن جج ، محافظ اور ڈرائیور سمیت قتل، وکلاء کا احتجاج ? یکم/ستمبر:پاکستان:پیٹرولیم کی قیمتوں میں 5سے8روپے فی لیٹر اضافہ، سی این جی بھی 7روپے کلو مہنگی ? 02 /ستمبر:پاکستان:کوئٹہ ،ٹارگٹ کلنگ اور مظاہرین کی فائرنگ 9افراد جاں بحق ? 03 /ستمبر:پاکستان:تیل کی عدم فراہمی 3پاور ہاؤس بند،لوڈ شیڈنگ 19 گھنٹے تک پہنچ گئی ? 04 /ستمبر:پاکستان:پشاور،امریکی قونصل خانے کی گاڑی پرخودکش حملہ 5ہلاک،19زخمی ? 05 /ستمبر:پاکستان:بلوچستان بدامنی کیس،عدالتِ عظمیٰ کا ڈیرہ بگٹی کا مسئلہ 2ہفتے کے اندر حل کرنے کا حکم، طلال بگٹی نے ایف سی کی تحویل سے فرار ہونے والے ڈیرہ بگٹی سے لاپتا شخص کو عدالت میں پیش کردیا ? 06 /ستمبر:پاکستان:ملک بھر میں بارشیں، نظامِ زندگی مفلوج،ندی نالوں میں طغیانی،24افراد جاں بحق ? 07 /ستمبر:پاکستان:پیٹرولیم مصنوعات کی نئی قیمتوں کاتعین اب ہراتوار کو ہوگا،مشیر پیٹرولیم نے اقتصادی رابطہ کمیٹی کے فیصلے کی منظوری دے دی ? 08 /ستمبر:پاکستان:نیا بلدیاتی نظام مسترد، اتحادی سندھ حکومت سے علیحدہ، پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں شدید احتجاج ? 09 /ستمبر:پاکستان:پاک بھارت فضائی اور بحری رابطے بحال، ویزا قوانین میں نرمی کا معاہدہ طے ? 10 /ستمبر:پاکستان:7روز کے لئے سی این جی اور پیٹرول سستا، ڈیزل 3.39روپے فی لیٹر مہنگا ? 11 /ستمبر:پاکستان:پاراچنار، سڑک پر کھڑی گاڑی میں بم دھماکہ،16افراد جاں بحق،40زخمی ? 12 /ستمبر:پاکستان:لاہور،کراچی،فیکٹریوں میں ہولناک آتشزدگی،53افراد جاں بحق ? 13 /ستمبر:پاکستان:سانحہ کراچی،فیکٹری سے 314لاشیں نکال لی گئیں،مزید درجنوں افراد کے دبے ہوئے ہونے کا خدشہ ? 14 /ستمبر:پاکستان:مستونگ، سڑک کی تعمیر میں مصروف، 10مزدور قتل ? 15 /ستمبر:پاکستان:سانحہ کراچی،دنیا کے20بڑے واقعات میں شامل ? 16 /ستمبر:پاکستان:فنڈز نہ ملنے سے ریلوے خسارہ40ارب تک پہنچنے کا خدشہ ? 17 /ستمبر:پاکستان: پیٹرول کے نرخ تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے،6.82روپے فی لیٹر اضافہ،سی این جی کی قیمت میں6.26روپے کلو اضافہ ? 18 /ستمبر:پاکستان: گستاخانہ فلم کے خلاف مظاہرے جاری، پاکستان میں یوٹیوب بند ? 19 /ستمبر:پاکستان:حج آپریشن آج شروع، پہلی پرواز پشاور، دوسری اسلام آباد سے روانہ ہوگی ? 20 /ستمبر:پاکستان:حکومت بھی عوامی احتجاج میں شامل، جمعہ 21 ستمبر کو''یومِ عشقِ رسول'' سرکاری سطح پر منانے کا اعلان۔